قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی

اپریل ۱۹۸۸ء

ایڈیٹر
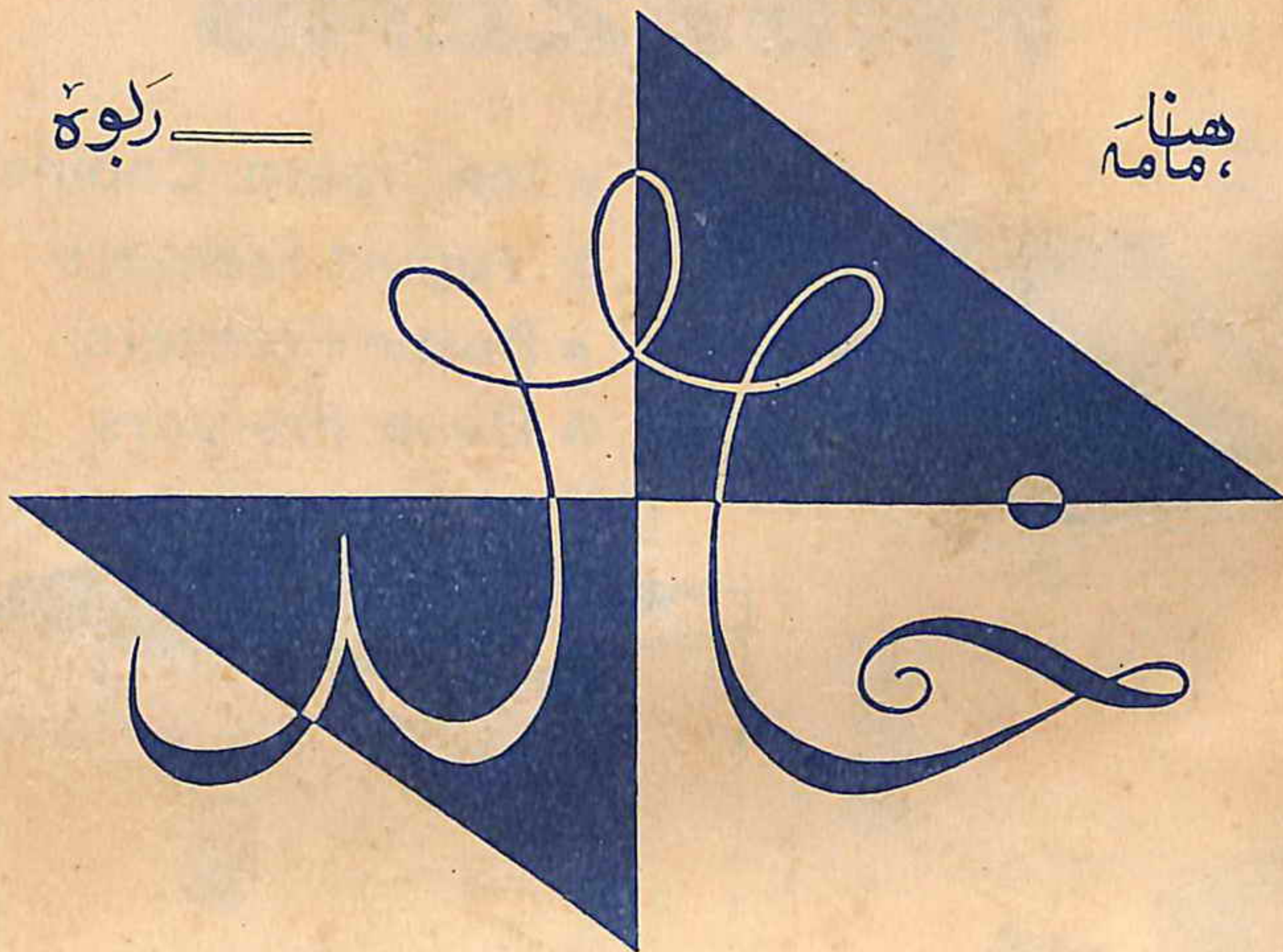
یوسف سہیل شوق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ ربوہ

خالد

شہادت ۱۳۶۷ ہش

اپریل ۱۹۸۸ء

جلد ۳۵ شمارہ ۶

قیمت: ماہانہ ۲ روپے ۵۰ پیسے، سالانہ ۲۵ روپے

ایڈیٹر

یوسف سہیل شوق

اس شمارہ میں

پبلشر: مبارک احمد خالد، پرنٹر: قاضی منیر احمد، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔
مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ خالد دارالصدر جنوبی ربوہ

اداریہ

ڈھال

ایک بزرگ خانۂ خدا کی طرف گئے تو آپ نے اس کے دروازے پر شیطان کو حیران و پریشان کھڑے ہوئے دیکھا۔ انہوں نے شیطان سے پوچھا کیا بات ہے؟ تو شیطان نے کہا اندر دیکھئے۔ انہوں نے اندر نظر کی تو دیکھا کہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا۔ اور ایک آدمی خانۂ خدا کے دروازے کے قریب سو رہا تھا۔ شیطان نے بتایا کہ وہ جو اندر نماز پڑھ رہا ہے اُس کے دل میں وسوسہ پیدا کرنے کے لیئے میں اندر جانا چاہتا ہوں۔ لیکن یہ جو دروازے کے قریب سو رہا ہے یہ روزہ دار ہے۔ یہ سویا ہوُا روزہ دار سانس لیتے ہوئے جب سانس باہر نکالتا ہے تو اس کی سانس میرے لیئے شعلہ بن کر مجھے اندر جانے سے روک دیتی ہے۔ میں اِس پریشانی میں کھڑا ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ ڈھال ہے۔

پھر حضور نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے روزے دار کے مُنہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ پاکیزہ اور خوشگوار ہے۔ کیونکہ اس نے اپنا یہ حال خدا کی خاطر کیا ہے —— روزہ دار کے لیئے دو خوشیاں مقدر ہیں۔ ایک خوشی اُسے اُس وقت ہوتی ہے جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری اُس وقت ہوگی جب روزے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ملاقات نصیب ہوگی۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الصوم)

جواہر پارے

رمضان

تنویرِ قلب کے لئے عمدہ مہینہ!

"روزہ اور نماز ہر دو عبادتیں ہیں۔ روزے کا زور جسم پر ہے اور نماز کا زور روح پر ہے۔ نماز سے سوز و گداز پیدا ہوتا ہے اس واسطے وہ افضل ہے۔ روزے سے کشوف پیدا ہوتے ہیں!"

(ملفوظات جلد ہفتم صہ ۳۷۹)

"شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ سے ماہِ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیا نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویرِ قلب کے لیئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیۂ نفس کرتی ہے اور صوم تجلّیٔ قلب کرتا ہے۔ تزکیۂ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفسِ امّارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے۔ اور تجلّیٔ قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اُس پر کُھلے کہ خدا کو دیکھ لے!"

(ملفوظات جلد چہارم صہ ۲۵۶)

◎

انسانیت سے بے لوث محبت کرنے والوں کے لئے

اہل افریقہ نے اپنے سینے کھول دیئے!

حضرت امام جماعت احمدیہ کے دورہ مغربی افریقہ کا ایک مختصر جائزہ

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ نے جنوری فروری ۱۹۸۸ء میں مغربی افریقہ کے چھ ملکوں کا دورہ فرمایا۔ اس کے متعلق جو مختصر رپورٹس موصول ہوئی ہیں وہ احباب کی خدمت میں پیش ہیں ——!

گیمبیا

گیمبیا میں قیام کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دو بیوت الذکر کا افتتاح فرمایا۔ بانجول میں مشن ہاؤس و بیت الذکر اور فرافینی میں کلینک اور مشن ہاؤس کا سنگ بنیاد رکھا۔ ایک استقبالیہ تقریب میں حکومت کے وزراء، مختلف ممالک کے سفیر، پارلیمانی سیکرٹری اور دوسرے سرکردہ سرکاری حکام شامل ہوئے۔
گیمبیا میں حضور انور نے بانجول، فرافینی، جارج ٹاؤن، بصتے، سالکینی، صبا، نجوارہ اور بعض دیگر مقامات کا دورہ فرمایا۔ ان مقامات پر مجالس عرفان ہوئیں جن کا مختلف زبانوں میں ساتھ ساتھ ترجمہ ہوتا رہا۔ بصتے کے مقام پر تین طلباء نے بیعت کی۔ جب کہ MANSAKONKA کے مقام پر گنی بساؤ کے بارہ احباب نے بیعت کی۔
اس دورہ میں مختلف مقامات پر وزرائے مملکت، کمشنرز، پارلیمانی سیکرٹریز اور چیفس نے جماعت احمدیہ کی خدمات کو سراہا۔ ریڈیو گیمبیا پر مسلسل حضور انور کے دورہ کی رپورٹ نشر ہوتی رہی۔

سیرالیون

حضور انور ۲۴ جنوری ۱۹۸۸ء کو گیمبیا کا دورہ مکمل کر کے سیرالیون پہنچے۔ ایئرپورٹ پر مذہبی امور کے وزیر نے صدر کے نمائندہ کی حیثیت سے حضور انور کا استقبال کیا۔ یہ وزیر ایئرپورٹ سے حضور انور کو صدر مملکت سیرالیون کے ذاتی ہیلی کاپٹر کے ذریعہ سمندر کی دوسری جانب ”ہیسٹنگ“ کے مقام پر لائے۔ جہاں سے حضور انور کو ملٹری

کا ایک دستہ مہیا کیا گیا جو سیرالیون کے سارے دورہ میں قافلہ کے ساتھ رہا۔ اس کے علاوہ حضور انور جس شہر میں تشریف لے گئے وہاں کی پولیس کا ایک دستہ بھی اس شہر کے اندر قافلہ میں شامل ہوتا رہا۔

حضور انور نے سیرالیون میں قیام کے دوران مسکینی، میل ۹۱، بو، کینما، روکوپر اور نیوٹن کی جماعتوں کا دورہ کیا۔ ان مقامات پر اردگرد کی سینکڑوں جماعتوں کے لوگ ہزارہا کی تعداد میں شامل ہوئے۔ حضور انور نے ان مقامات پر آنے والے سبھی احباب کو مصافحہ کا شرف بخشا۔ میل ۹۱ کے علاقہ میں حضور انور کو چیف کی طرف سے چیفس کا لباس پہنایا گیا اور پیراماؤنٹ چیف بنایا گیا۔ کینما اور بو میں حضور انور کو شہر کی چابی پیش کی گئی۔ استقبالیہ تقریبات اور مجالس عرفان کی تعداد ۱۵ ہے۔ سیرالیون میں ہونے والی مختلف تقریبات میں حکومت کے وزراء، مختلف ممالک کے سفراء، ممبر آف پارلیمنٹ، مختلف علاقوں کے چیفس، کمشنر اور مختلف علاقوں کے امام شامل ہوئے۔ سبھی نے جماعت کی طبی، تعلیمی اور مذہبی خدمات کو سراہا۔

حضور انور جہاں بھی تشریف لے گئے رہائش کے لئے حکومت نے جگہ مہیا کی۔ صدر مملکت سیرالیون سے حضور انور کی نصف گھنٹہ کی ملاقات ہوئی۔ صدر نے جماعتی خدمات کو بہت سراہا اور کہا کہ ہم آپ کو ہر قسم کا تعاون دینے کے لئے تیار ہیں۔ دو پریس کانفرنسیں ہوئیں۔ جن میں ٹی وی، ریڈیو اور ملک کے اخبارات کے نمائندے شامل ہوئے۔ ٹی وی، ریڈیو اور اخباری نمائندوں کی ایک ٹیم سارے دورے میں حضور انور کے ساتھ رہی۔ احمدیہ سیکنڈری سکول فری ٹاؤن کے ۲۹ طلباء نے سکول کی ایک تقریب کے بعد حضور انور کے ہاتھ پر بیعت کی۔ میل ۹۱ کے مقام پر دو گاؤں کے ۴۰۰ (چار صد) سے زائد افراد نے حضور انور کے ہاتھ پر بیعت کی۔

حضور انور نے سیرالیون کے احمدیہ سیکنڈری سکولوں اور ہسپتالوں کا معائنہ فرمایا اور موقع پر مختلف شعبوں سے متعلق ہدایات دیں۔ حضور انور جہاں بھی تشریف لے گئے ہزارہا کی تعداد میں احباب جماعت اور سکولز کے طلباء نے پر جوش نعروں سے حضور انور کا استقبال کیا۔

لائبیریا

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سیرالیون کا انتہائی کامیاب دورہ مکمل فرمانے کے بعد ۲۱ جنوری ۱۹۸۸ء کو سوا دو بجے لائبیریا پہنچے۔ ایئرپورٹ پر مجلس عاملہ کے ممبران اور ملک کے مختلف مقامات سے آئے ہوئے احباب جماعت کی کثیر تعداد کے علاوہ منسٹر آف ایجوکیشن، صدر مملکت لائبیریا کے نمائندہ کی حیثیت سے موجود تھے اور انہوں نے جہاز کے اندر جا کر حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ اس کے بعد حضور انور V.I.P لاؤنج میں تشریف لائے جہاں لائبیریا ٹی وی کے نمائندہ نے حضور انور سے انٹرویو کیا۔ اس نے حضور انور کے جہاز سے اترنے سے لے کر V.I.P لاؤنج میں آنے تک کا سارا منظر فلمایا۔ حکومت لائبیریا نے دو کاریں معہ ڈرائیور

لائبیریا میں قیام کے دوران حضور انور کے لئے مہیا کیں۔ اس کے علاوہ ایک پولیس اسکواڈ بھی مہیا کیا جو سارے لائبیریا میں قیام کے دوران سارے سفر میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے قافلہ کے ساتھ رہا۔ حضور انور کے قافلہ کے ممبران کی رہائش ہوٹل افریقہ میں تھی۔ یہ ہوٹل ایئرپورٹ سے ۴۱ میل دور ملک کے دارالحکومت منرویا کے ساحل سمندر پر واقع ہے۔ ساڑھے تین بجے حضور انور ہوٹل پہنچے۔ یہاں کچھ دیر قیام کے بعد حضور انور نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں اور پھر ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ اسی رات مشن ہاؤس منرویا میں مجلس عرفان ہوئی جو رات ساڑھے گیارہ بجے تک جاری رہی۔

یکم فروری کو صبح ساڑھے دس بجے حضور انور نے صدر مملکت لائبیریا سے ملاقات کی۔ بعد ازاں حضور انور نے مشن ہاؤس میں اجتماعی اور انفرادی ملاقاتیں کیں۔ سوا چار بجے افریقہ ہوٹل کے کانفرنس روم میں پریس کانفرنس ہوئی جس میں اخبار، ریڈیو اور ٹی وی کے گیارہ نمائندے شامل ہوئے۔ رات پونے نو بجے اسی ہوٹل میں ایک استقبالیہ تقریب ہوئی جس میں ملک کے وائس پریذیڈنٹ، جرمنی، غانا اور زائر کے سفیر، ڈپٹی سپیکر ہاؤس آف پارلیمنٹ اور اسی طرح بعض دیگر سرکردہ حکام، یونیورسٹی کے پروفیسر اور طلباء شامل ہوئے۔

۲ر فروری صبح ساڑھے نو بجے سے ساڑھے گیارہ بجے تک مجلس عاملہ کی میٹنگ ہوئی۔ بارہ بجے ہوٹل سے روانہ ہو کر حضور انور ایک بجے ایئرپورٹ پر تشریف لائے اور ۵۰-۱ پر آئیوری کوسٹ کے لئے روانگی ہوئی۔

آئیوری کوسٹ

۲ر فروری کو تین بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آئیوری کوسٹ آمد ہوئی۔ ایئرپورٹ پر مجلس عاملہ کے ممبران کے علاوہ ایک کثیر تعداد میں احباب جماعت نے استقبال کیا۔ جہاز سے اتر کر حضور انور V.I.P لاؤنج میں تشریف لائے۔ جہاں ریڈیو، ٹی وی اور اخباری نمائندوں نے حضور انور سے انٹرویو لیا۔ آئیوری کوسٹ میں حضور انور اور قافلہ کی رہائش انٹر کانٹی نینٹل ہوٹل میں تھی۔

ایئرپورٹ سے حضور سیدھے ہوٹل تشریف لائے۔ ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ پھر ساڑھے چھ بجے حضور انور مشن ہاؤس تشریف لے گئے۔ جہاں تین سو سے زائد احباب نے حضور انور کا استقبال کیا۔ حضور انور نے تمام احباب کو مصافحہ کا شرف بخشا۔ نماز مغرب و عشاء کی ادائیگی کے بعد مجلس عرفان ہوئی جو رات ساڑھے بارہ بجے تک جاری رہی۔

تین فروری کو صبح حضور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ پھر ساڑھے دس بجے حضور سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ نماز ظہر و عصر حضور نے مشن ہاؤس میں جمع کر کے پڑھائیں۔ اس کے بعد مشن ہاؤس کا معائنہ فرمایا اور موقع پر ہدایات دیں۔ اس کے بعد حضور نے احمدیہ کلینک کا معائنہ فرمایا جو مشن ہاؤس کے ساتھ ہی واقع ہے۔ حضور مریضوں کے وارڈ میں بھی تشریف لے گئے۔ ان کا حال پوچھا اور دعا کی۔ نماز مغرب و عشاء کی ادائیگی کے بعد مجلس عرفان ہوئی

جو رات ساڑھے گیارہ بجے تک جاری رہی۔

چار فروری، صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ پھر حضور مشن ہاوس تشریف لائے جہاں مختلف جماعتوں سے آئے ہوئے احباب سے اجتماعی و انفرادی ملاقات کی۔ حضور انور نے اس موقع پر ہمسایہ ملک "مالی" کے وفد سے بھی ملاقات کی۔ ملاقات سے فارغ ہو کر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے لجنہ اماء اللہ سے خطاب فرمایا۔ خطاب کے بعد مجلس عاملہ، مبلغین کرام و ڈاکٹرز کی اجتماعی میٹنگ ہوئی جس میں حضور انور نے شرکت فرمائی۔ نماز ظہر و عصر کے بعد حضور انور نے صدر مجلس آئیوری کوسٹ سے ملاقات فرمائی۔ یہ ملاقات تقریباً پون گھنٹہ جاری رہی۔ اُسی روز سات بجے شام ہوٹل میں ایک استقبالیہ تقریب ہوئی جس میں نمایاں شخصیات شامل ہوئیں۔

پانچ فروری۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احمدیہ بیت الذکر آئیوری کوسٹ میں نماز جمعہ پڑھائی اور جمعہ کے معاً بعد ساڑھے چار بجے غانا کے لئے ایئرپورٹ سے روانگی ہوئی۔

غانا

پانچ بجے شام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز غانا تشریف لائے۔ ایئرپورٹ پر چھ سے سات ہزار کی تعداد میں احباب جماعت نے حضور انور کا استقبال کیا۔ V.I.P لاؤنج میں ریڈیو غانا کے نمائندہ نے انٹرویو کیا۔ حضور انور کی رہائش سٹیٹ گیسٹ ہاؤس میں تھی جبکہ قافلہ کے ممبران کی رہائش مشن ہاؤس میں تھی۔ ایئرپورٹ سے حضور انور گیسٹ ہاؤس تشریف لائے۔ ساڑھے سات بجے شام حضور انور مشن ہاؤس تشریف لے گئے اور مشن ہاؤس کی نئی عمارت کا افتتاح فرمایا۔

نماز مغرب وعشاء کے بعد ایک چیف نے بیعت کی۔ بعد ازاں مجلس عرفان ہوئی جو پونے گیارہ بجے تک جاری رہی۔ غانا میں حضور انور کا قیام پانچ فروری سے تیرہ فروری تک رہا۔ اس دوران حضور انور نے درج ذیل مقامات کا دورہ فرمایا :-

وا، کماسی، ٹیچی مان، اسوکورے، سالٹ پانڈ، کپّی، ٹیما، پولٹسن، سویڈرو، اسارچر، کوکوفو، اکرا نو اور فومنا۔

اس عرصۂ قیام کے دوران چار مجالس عرفان ہوئیں۔ مختلف تقریبات میں حضور انور نے چودہ خطاب فرمائے۔ اکرا، وا اور کماسی میں استقبالیہ تقریبات ہوئیں۔ جن میں متعلقہ علاقوں کی نمایاں شخصیات شامل ہوئیں۔ تینوں موقعوں پر سوال و جواب کی دلچسپ مجالس ہوئیں۔ حضور انور نے دورہ کے دوران متعدد ہسپتالوں سکولوں اور زیر تعمیر جماعتی عمارات کا معائنہ فرمایا۔

حضور نے وا، ٹیچی مان، اسوکورے، سالٹ پانڈ اور پولٹسن۔ سویڈرو، کوکوفو، فومنا اور اکرا فو میں ہونے والی تقریبات میں ان علاقوں کے پیرا ماؤنٹ چیفس صاحبان سے ملاقات کی بعض موقعوں پر ایک ایک

تقریب میں مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے پندرہ سے زائد چیفس شریک ہوئے۔
سات فروری کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کنگ آف اشانٹین پریذیڈنٹ آف دی نیشنل ہاؤس آف پیراماؤنٹ چیف سے ملاقات کے لیئے اس کے محل پر تشریف لے گئے۔
دس فروری کو حضور انور، جسٹس دانیال انا ممبر آف نیشنل ڈیفنس کونسل سے ملاقات کے لیئے سٹیٹ گیسٹ ہاؤس تشریف لے گئے۔

گیارہ فروری کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے صدر مملکت آف غانا سے ملاقات کی۔ اسی روز حضور نے اکرافو کے مقام پر غانا کے سب سے پہلے احمدی چیف مہدی اپاپا کی قبر پر دعا کی۔ انہوں نے ۲۲-۱۹۲۱ء میں احمدیت قبول کی تھی اور ۹۸ سال کی عمر میں ۱۹۲۶ء میں وفات پائی تھی۔
حضور انور نے اس علاقہ میں موجود غانا کی سرزمین پر تعمیر ہونے والی سب سے پہلی احمدیہ بیت الذکر میں دو رکعت نفل ادا کیئے۔ اسی روز حضور انور نے سالٹ پانڈ کے مقام پر غانا کے جلسہ سالانہ میں افتتاحی خطاب فرمایا۔ گیارہ اور بارہ فروری کو حضور انور نے مجلس عاملہ، مبلغین کرام، ڈاکٹرز اور ٹیچرز کی اجتماعی میٹنگ میں شرکت فرمائی۔

بقیہ۔ رپورٹ بلڈ گروپنگ از صفحہ ۳

جن احباب نے ہمیں اس فریضہ سے سبکدوش ہونے میں مدد دی ان میں مہدی علی، سلطان احمد مبشر، ڈاکٹر صداقت احمد، ڈاکٹر وسیم احمد باجوہ صاحب، ڈاکٹر راجہ نذیر احمد صاحب، شیخ نصیر احمد صاحب، محمد صادق صاحب سید ناصر شاہ صاحب، نصیر احمد طاہر، طاہر احمد، عزیز احمد عباسی، ماسٹر محمد حیات صاحب اور P.M.C کے طلباء شامل ہیں۔
آخر میں احباب سے درخواست ہے کہ وہ ہمیں اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

خاکسار عبد السمیع عاصی ناظم خدمت خلق ربوہ

ماہنامہ "خالد" کے نئے مدیر

محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے مکرم یوسف سہیل صاحب شوق کو ماہنامہ خالد کا مدیر مقرر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بہترین کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
سابق مدیر مکرم عبد السمیع خان صاحب استاذ جامعہ احمدیہ نے نہایت محنت سے اپنے فرائض ادا کیئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول کرے اور اپنی جناب سے بہترین جزاء عطا فرمائے۔ آمین
ہر دو احباب کے لیئے دعا کی درخواست ہے۔

(مہتمم اشاعت)

برکتوں کے دن آن پہنچے

جماعتِ احمدیہ کو رمضان سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی اپنے امام کی طرف سے تلقین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو شیطان اور سرکش جن قید کر دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازوں کو بند کر دیا جاتا ہے، دوزخ کا کوئی دروازہ بھی کھلا نہیں رہنے دیا جاتا، جب کہ جنت کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور کوئی دروازہ بند نہیں رہنے دیا جاتا اور اعلان کرنے والا یہ اعلان کرتا ہے کہ اے نیکی کے طلبگارو! نیکی کی طرف متوجہ ہو۔ اور اے برائی کا ارادہ رکھنے والو! برائی سے باز آجاؤ۔ اللہ بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد کرنے کا اعلان کرتا ہے اور ہر رات ایسا ہی ہوتا رہتا ہے جب تک کہ رمضان کی راتیں گزر نہ جائیں۔ (ترمذی ابواب الصوم باب فی فضل شہر رمضان)

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے فرمایا:-

رمضان میں جہنم کے دروازے بند ہونے سے مراد

یہاں یہ جو فرمایا گیا کہ دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اس سے یہ مراد نہیں کہ دنیا میں کسی انسان پر بھی اس وقت اگر وہ مر جائے تو دوزخ حرام ہو جائے گی۔ مراد یہ ہے کہ جو رمضان کو قبول کرتے ہیں۔ اور یہ اس میں حذف ہے جو لوگ رمضان کو قبول نہ کریں۔ ان کے متعلق یہ سوچنا کہ دوزخ کے دروازے اُن پر بند کر دیئے جائیں گے یہ بالکل بے معنی بات ہے بلکہ اُلٹ اثر ظاہر ہونا چاہیئے۔ پس جو رمضان سے گزر رہا ہو اور اس کے باوجود رمضان کے دوران اس پر دوزخ کے دروازے کھلے رہیں وہ بہت ہی بدقسمت انسان ہوگا۔.........

..... رمضان یا روزہ کا تعلق تو ابن خمسہ سے ہے۔ انسان کی کوئی ایک بھی حس ایسی نہیں جو روزہ سے متاثر نہ ہوتی ہو۔ ہر ایک حس پر لگام آجاتی ہے، ہر ایک انسانی تمنا پر ایک پابندی عائد ہو جاتی ہے۔

اس لیۓ خالصتہً سارے کا سارا انسان خدا کے حضور کچھ قربانی کر رہا ہوتا ہے۔ جہنّم کے دروازے دراصل حواس خمسہ ہی کے دروازے ہیں۔ جب حِس آزاد ہوتی ہے اور گناہ کی مرتکب ہوتی ہو تو حس کے دروازہ سے انسان جہنم میں داخل ہوتا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے مزہ آزاد ہوتا ہے، انسان جب ایسی چیز کی لذت حاصل کرتا ہے جو خدا نے اس پر حرام کر دی ہے تو انسان مزہ کے دروازہ سے جہنم میں داخل ہو رہا ہوتا ہے۔ اسی طرح نظر آزاد ہو جاتی ہے، زبان آزاد ہو جاتی ہے، کان آزاد ہو جاتے ہیں، دیگر اعصاب کا بھی یہی حال ہے۔ تو جہنّم کے دروازوں سے مراد یہ تو ہرگز نہیں ہے کہ وہاں کوئی مادی گیٹ لگے ہوئے ہیں جن کے کواڑوں کو بند کیا یا کھولا جاتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ یہ انسانی حِسّیں ہی ہیں جو نیکی کی صورت میں جنّت اور بدی کی صورت میں جہنّم میں داخل کرنے کا ذریعہ بنتی ہیں۔ چونکہ انسان کی پانچ حِسّیں ایسی ہیں جن سے لذت یابی ممکن ہے خدا کی مرضی کے مطابق بھی اور خدا کی مرضی کو چھوڑ کر بھی، یعنی انسان گیٹ توڑ کر یا پھلانگ کے بھی لذّت حاصل کر سکتا ہے اور خدا کی رضا کے تابع رہ کر بھی لذت حاصل کر سکتا ہے۔

پس رمضان میں دروازے بند کرنے سے مراد یہ ہے کہ مومن اپنے اُوپر وہ سارے دروازے بند کر لیتے ہیں جن رستوں سے اُن کے جہنّم میں جانے کا احتمال ہوتا ہے۔ اور وہ بڑا ہی بدقسمت انسان ہے جس کو خدا تعالیٰ نے یہ موقع مہیّا فرمایا ہو کہ خدا کی رضا کی خاطر جہنم میں جانے والے اس کے سارے دروازے بند ہو جائیں اور وہ پھر بھی زبردستی گیٹ توڑ کر جہنم میں داخل ہو جائے۔ اب مثلاً کھانا پینا جائز ہے اور یہ ایک ایسا دروازہ ہے کہ اگر انسان حدود کے اندر رہ کر کھائے اور پیئے اور جو جائز چیزیں ہیں ان سے لذت یابی کرے تو یہ جہنم کا دروازہ نہیں بنتا مگر رمضان کے دنوں میں جب روزہ شروع ہوتا ہے اُس وقت سے لے کر جب روزہ ختم ہوتا ہے اُس وقت تک یہ دروازہ خدا نے بند کر دیا۔ اس دَوران ساری حلال چیزیں بھی حرام ہو جاتی ہیں۔ تو جو شخص اس دَوران گیٹ توڑتا ہے اور بلا وجہ ان لذتوں کے حصول کی کوشش کرتا ہے جو خدا نے عام حالات میں جائز رکھیں مگر بعض خاص حالات میں حرام کر دیں تو اسکی زندگی کے سارے کھانے عملاً حرام ہو جاتے ہیں۔ گویا وہ ساری زندگی جو کھاتا رہا اس نے ثابت کیا کہ میں حلال کی وجہ سے نہیں کھا رہا تھا میں نے تو بہرحال کھانا تھا خدا نے جب حرام کر دیا تب بھی میں نے کھا کر دکھایا، تب میں کون سا رُک گیا ہوں۔ اس لیۓ یہ دروازہ واقعۃً جہنم کا دروازہ بن جاتا ہے۔ اس کی ساری عمر کے کھانے، اس کی ساری عمر کے مشروبات اور لذت یابی جو منہ کے رستے حاصل کرتا رہا ہے وہ ساری حرام زمرہ میں داخل ہو جاتی ہے۔ تو روزہ ترک کرنا ایک بہت ہی بڑا گناہ ہے اور بہت ہی خطرناک کمزوری ہے جو انسان چند دن کی تکلیف سے بچنے کے لیۓ دکھاتا ہے۔ ...... روزہ ایک بہت ہی اہم عبادت ہے کھانے پینے کے معاملہ میں اپنے نفس کو سختی سے بچا لینا ساری عمر کے خدا داد رزق کی ناقدری کرنے کے مترادف ہو جاتا ہے اس لیۓ بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔

ماؤں کی ناروا شفقت کی پیدا کردہ خرابی

عموماً یہ دیکھا جاتا ہے کہ مائیں اپنے بچوں پر اس معاملہ میں رحم کرتی ہیں، کہتی ہیں ان کی ابھی عمر چھوٹی ہے اس لیے روزہ نہ رکھنے دیا جائے۔ بعض دفعہ بچے زیادہ شوق دکھاتے ہیں لیکن مائیں ان کو زبردستی روکتی ہیں۔ یہ درست ہے کہ بچوں پر روزے فرض نہیں مگر بچپن سے ہی جب سے بچے نمازیں شروع کرتے ہیں اگر ان کو روزہ کے آداب نہ بتائے جائیں، ان کو روزہ کے نمونے نہ دکھائے جائیں یعنی ان کو روزہ رکھنے کی تھوڑی تھوڑی عادت نہ ڈالی جائے تو جب وہ بالغ ہوتے ہیں ان کے اندر روزہ کی اہمیت باقی نہیں رہتی۔ ہمیں تو یاد ہے قادیان کے زمانہ میں جب خدا کے فضل سے روزہ کا معیار بہت بلند تھا اور سوائے مجبوری کے کوئی احمدی روزہ نہیں چھوڑتا تھا۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تربیت کا اثر تھا اس لیے اُس زمانہ میں کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ احمدی روزہ میں کمزور ہے۔ اُس وقت طریق یہی تھا کہ بچپن سے ہی مائیں گھروں میں تربیت دیتی تھیں اور دس سال کی عمر سے بچے روزہ رکھنا شروع کر دیتے تھے۔ نیز بلوغت سے مراد انگریز کی مقرر کردہ بلوغت کی عمر نہیں لی جاتی تھی یعنی یہ نہیں ہوتا تھا کہ انگریز نے ۲۱ سال کہہ دیا تو ۲۱ سال میں بالغ ہوگا اور ۲۱ سال ہی شریعت فرض ہوگی یا انگریز نے ۱۸ سال مقرر کر دیئے تو ۱۸ سال بعد شریعت فرض ہوگی بلکہ انسانی اصطلاح میں اور عرفِ عام میں جب بھی انسان بالغ ہوتا تھا وہ پورے روزے رکھنے کی کوشش کرتا تھا۔ روزہ کے معاملہ میں بلوغت سے متعلق فقہاء میں کچھ اختلافات بھی پائے جاتے ہیں۔ بچوں کی نشوونما کے پیشِ نظر بعض فقہاء نسبتاً سہولت دے رہے ہیں اس لیے اِس معاملہ میں بھی غیر معمولی سختی نہیں کی جاتی تھی بلکہ حوصلہ افزائی کے طور پر کوشش کی جاتی تھی کہ جو بچے بالغ ہو چکے ہیں یعنی ۱۳-۱۴ سال کی عمر میں داخل ہو چکے ہیں کوشش کی جائے کہ وہ زیادہ سے زیادہ روزے رکھیں۔ ایسے بچے جب پختہ عمر کو پہنچتے تھے یعنی ۱۸-۱۹ سال کی عمر میں قدم رکھتے تھے تو پھر تو وہ لازماً رمضان کے پورے کے پورے روزے رکھا کرتے تھے۔ اِس پہلو سے رفتہ رفتہ کمی واقع ہوئی خصوصاً تقسیم ملک کے بعد میں نے دیکھا ہے کہ اِس سلسلہ میں بہت کمزوری آ گئی ہے۔

بچوں کو سحری کے وقت اُٹھا کر نوافل پڑھنے کی عادت ڈالی جائے

دوسری بات رمضان کے روزوں کے سلسلے میں یہ ہے کہ بچوں کو سحری کے وقت اُٹھا کر کھانے سے پہلے نوافل پڑھنے کی عادت ڈالی جائے۔ قادیان میں یہی دستور تھا جو بہت ہی ضروری اور مفید تھا جسے اب بہت سے گھروں میں ترک کر دیا گیا ہے۔ قادیان میں یہ بات رائج تھی کہ روزہ شروع ہونے سے پہلے بچوں کو عین اُس وقت نہیں اُٹھاتے تھے کہ صرف کھانے کا وقت رہ جائے بلکہ لازماً اتنی دیر پہلے اُٹھاتے تھے کہ بچہ کم سے کم دو چار نوافل پڑھ لے۔ چنانچہ مائیں بچوں کو کھانا نہیں دیتی تھیں جب تک پہلے وہ نفل پڑھنے سے فارغ نہ ہو جائیں۔

سب سے پہلے اٹھا کر وضو کرواتی تھیں اور پھر ان کو نوافل پڑھاتی تھیں تاکہ اُن کو پتہ لگے کہ روزہ کا اصل مقصد روحانیت حاصل کرنا ہے۔ اس امر کا اہتمام کیا جاتا تھا کہ بچے پہلے تہجد پڑھیں، قرآن کریم کی تلاوت کریں پھر کھانے پہ آئیں۔ اور اکثر اوقات، اِلاّ ماشاء اللہ تہجد کا وقت کھانے کے وقت سے بہت زیادہ ہوتا تھا۔ کھانا تو آخری دس پندرہ منٹ میں بڑی تیزی سے کھا کر فارغ ہو جاتے تھے جب کہ تہجد کے لیے اُن کو آدھا پون گھنٹہ ضرور مل جاتا تھا۔ اب جن گھروں میں بچوں کو روزہ رکھنے کی ترغیب بھی دی جاتی ہے ان کو اس سلیقے اور اہتمام کے ساتھ روزہ نہیں رکھوایا جاتا بلکہ آخری منٹوں میں جب کہ کھانے کا وقت ہوتا ہے اُن کو کہہ دیا جاتا آؤ روزہ رکھ لو اور اسی کو کافی سمجھا جاتا ہے۔ یہ تو درست ہے کہ (دینِ حق) توازن کا مذہب ہے، میانہ روی کا مذہب ہے لیکن کم روی کا مذہب تو نہیں۔ اس لیے میانہ روی اختیار کرنی چاہیئے۔ جہاں روزہ رکھنا فرض قرار دیا ہے وہاں فرض سمجھا جانا چاہیئے۔ جہاں فرض قرار نہیں دیا وہاں اس رخصت سے خدا کی خاطر استفادہ کرنا چاہیئے، یہ نیکی ہے، اس کا نام میانہ روی ہے۔ اس لیے جماعت کو اپنے روزہ کے معیار کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیئے اور روزہ رکھوانے کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیئے اور روزہ کا معیار بڑھانے کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیئے۔

روزہ کا معیار بڑھانے والے آداب

روزہ کے معیار میں ایک تو تہجد کی نماز ہے دوسرے روزہ کے دوران کے آداب ہیں۔ روزہ کے دوران لڑائی جھگڑا، تلخ گفتگو اور ناجائز حرکات قسم کی ساری چیزیں مومن کے لیے بے معنی اور لغو ہو جاتی ہیں۔ رمضان کا مہینہ ایک تربیت کا دور ہے۔ جس شخص کو ایک مہینے تک اس کی تربیت ملتی ہے اور وہ اپنی زبان پر قابو رکھتا ہے۔ اس سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ مہینہ گزرنے کے بعد بھی زبان پر قابو رکھے گا۔ یہ مراد تو نہیں ہے کہ مہینہ کا انتظار ہو رہا ہے مہینہ ختم ہو تو پھر میں گالیاں دینا شروع کروں۔ جس آدمی کو ایک مہینہ ذکرِ الٰہی کی عادت پڑ جائے، جس کی زبان اللہ کی محبت اور پیار سے تر رہے، جس کا دل اللہ کے ذکر سے بھر جائے تو ایک مہینہ کے بعد اس سے یہ توقع رکھنا کہ وہ واپس اپنی پرانی گندی عادتوں کی طرف لوٹ جائیگا یہ ایک بالکل بے معنی اور لغو توقع ہے۔ اگر لوٹتا ہے تو پھر گویا وہ روزہ کو تو سمجھا ہی نہیں اور اس نے روزہ سے فائدہ ہی نہیں اُٹھایا۔ یہ تو پھر ایسے ہی ہے جیسے ایک مہینہ کسی کو اچھی غذا کھلائی جائے اور وہ انتظار کر رہا ہو کہ مہینہ ختم ہو تو پھر میں دوبارہ گند کھانا شروع کر دوں۔ اور مہینہ ختم ہوتے ہی کہے کہ بہت اچھا! شکر ہے اب موقع آ گیا، اچھی غذائیں جائیں جہنم میں، اب میں گندگی کی طرف لوٹ جاتا ہوں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ روزہ تو باقی گیارہ مہینوں کی بھی ضمانت دینے کے لیے آتا ہے۔ وہ تو باقی گیارہ مہینوں کے بھی آداب سکھانے کے لیے آتا ہے۔ لیکن اس مہینہ میں آداب سکھائے جائیں گے تب ہی باقی گیارہ مہینوں پر ان کا اثر پڑے گا۔ اگر صرف بھوکے پیاسے رہنے کا نام روزہ ہے تو پھر تو انسان روزہ کی اکثر نیکیوں سے محروم رہ جائے گا، اکثر فوائد سے محروم رہ جائے گا۔ اس لیے احباب کو چاہیئے کہ رمضان

میں اپنے

گھروں کو ان آداب کی فیکٹریاں بنا دیں۔ .... بچوں میں عام حالات میں جو کمزوریاں پائی جاتی ہیں ان کو دُور کرنے کی طرف توجہ دیں۔ روزہ کا واسطہ دے کر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بتا بتا کر بچوں کو سمجھائیں کہ تم پہلے زبان سے ایسی بے احتیاطی کر لیا کرتے تھے اب روزہ آگیا ہے اب بالکل کوئی بے احتیاطی نہیں کرنی اور اس طرح دیگر امور میں بھی انہیں تمام ضروری احتیاطوں کا پابند بنایا جائے۔ مثلاً تلاوتِ قرآن کریم کی عادت ڈالنا، ذکرِ الٰہی کی عادت ڈالنا، دعاؤں کی عادت ڈالنا، حُسنِ سلوک کی عادت ڈالنا، حقوق کی ادائیگی کی عادت ڈالنا، زبان کو جھوٹ سے کلیۃً پاک کرنے کی عادت ڈالنا، صاف اور سچی بات کرنے کی عادت ڈالنا۔ یہ سارے مواقع روزہ کے ذریعہ حاصل ہوتے ہیں۔

پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جہنم کے سارے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں تو ساتھ یہ بھی فرماتے ہیں کہ جنت کے سارے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں تو صرف منفی پہلو نہیں دیکھا جاتا بلکہ مثبت پہلو پر بھی نظر رکھیں۔ آپ یہ دروازے کھولیں گے تو کھلیں گے۔ اگر آپ نے اپنے حواسِ خمسہ میں سے ہر ایک حِس کے لیئے اس عرصہ میں نیکی کے دروازے نہ کھولے تو آپ جہنم کے دروازے تو بند کر رہے ہوں گے لیکن بے مقصد، کیونکہ اس کے بدلہ نیکی کا کوئی دروازہ نہیں کھول رہے ہوں گے۔ پس مراد یہ ہے کہ ہر بدی کے بدلہ ایک خوبی پیدا کی جائے اور ہر بدصورتی کے بدلہ ایک حُسن پیدا کیا جائے اور یہ کہ تم مسلسل تیس دن اس جدوجہد میں گزار دو کہ تمہاری بدیاں چھُٹ کر پیچھے رہ جائیں اور تمہاری نیکیاں رمضان کی برکت سے بڑھتے بڑھتے نمایاں ہو کر غیر معمولی چمک کے ساتھ آگے بڑھیں۔ حتیٰ کہ ہر رمضان جو آئے وہ تمہیں پہلے سے بہتر حالت میں پائے۔ یہی بندہ کا مقصد ہے۔ جماعت احمدیہ کو اب اس طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ کرنی چاہیئے بلکہ وقت ہے کہ اس بارہ میں عالمی پیمانہ پر جہاد شروع کیا جائے۔ جس طرح عبادت میں ہم اللہ تعالےٰ کے فضل سے باقی سب کو غیر معمولی طور پر پیچھے چھوڑ گئے ہیں اسی طرح یہ عہد کر کے اُٹھیں کہ روزہ کے میدان میں بھی ہم نے انشاءاللہ لازماً باقی سب (دنیا) کو پیچھے چھوڑ دینا ہے۔ (ماخوذ از خطبہ جمعہ ۳۰ مئی ۱۹۸۶ء)

بڑی مصلحت

ایک دفعہ بچپن میں حضرت میاں محمود احمد صاحب نے کھیلتے کھیلتے کچھ مسوّدات جلا دیئے۔ اس پر حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے فرمایا:۔

"خوب ہوا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی بڑی مصلحت ہوگی اور اب خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس سے بہتر مضمون ہمیں سمجھائے۔" (ملفوظات جلد دوم صٓ)

"اسیرانِ راہِ مولیٰ کے نام"

یہ لمحے انتظار کے

(جناب فضل الرحمان بشیر)

یہ لمحے انتظار کے
خیالِ بے قرار کے
جو شب کے پنجۂ ستم میں کٹ رہے ہیں دیر سے

یہ لمحے جن کی داستاں
طویل سے طویل تر
حقیقتوں کے روپ میں
عظیم سے عظیم تر
مرے دلِ فگار کے

یہ لمحے انتظار کے
خیالِ بے قرار کے
طیور جو قفس میں بال و پر کٹے اسیر ہیں

کبھی خیال و خواب میں
جو آکے اپنے درد کی
کہانیاں سُنا گئے
ہمیں بھی یاد آگئے
وہ روز و شب بہار کے

یہ لمحے انتظار کے
خیالِ بے قرار کے
انہی کے دم سے نکہتیں ہیں گلشنِ خیال میں

نظر پہ جن کی قہر ہے
حریف سارا شہر ہے
مگر عجیب بات ہے
کہ مطمئن ہیں ہر گھڑی
دل و نظر سنوار کے

یہ لمحے انتظار کے
خیال بے قرار کے

لبوں سے اُن کے لالیاں نہ چھن سکیں گی دوستو!

کہ جن کے رنگ روپ سے
حیات سُرخرو ہوئی
وہی سحر کی روشنی
وہی جمالِ زندگی
یہ لفظ کردگار کے

یہ لمحے انتظار کے
خیال بے قرار کے

ابھی ہیں زُلفِ تیرہ شب کی مستیاں عروج پر

مگر یقیں کی راہ میں
حسیں رُتوں کی چاہ میں
یہ رات ڈھل ہی جائیگی
سحر ضرور آئے گی
یہ شامِ غم گزار کے

یہ لمحے انتظار کے

خیال بے قرار کے

○

افریقہ کی مظلوم انسانیت کی ہر شعبۂ زندگی میں خدمات بجا لانے کی غرض سے

وسیع تر اور ہمہ گیر بنیادوں پر نصرت جہاں تحریکِ نو کے اجراء کا اعلان

تمام احمدی جماعتیں کمرِ ہمت کس لیں اور ہر میدان میں پہلے سے بڑھکر خدمت کرنے کی تیاری شروع کر دیں

یہ روپے پیسے سے تعلق رکھنے والی تحریک نہیں بلکہ انسانی قابلیت کی دولت سے تعلق رکھنے والی تحریک ہے

ہر پیشے اور ہر علمی وفنی مہارت سے تعلق رکھنے والے اپنی صلاحیتیں پیش کرنے کیلئے تیار رہیں

ایسے باصلاحیت احباب جن کا تعلق کسی بھی پیشے یا عملی شعبے یا فنی مہارت سے ہو اپنے کوائف سے مطلع کریں

فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ مورخہ ۲۲ صلح ۱۳۶۷ ہش بمطابق ۲۲ جنوری ۱۹۸۸ء بمقام (سبا) گیمبیا مغربی افریقہ

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا :-

"آج چونکہ جنوری کی ۲۲ تاریخ ہے اور جمعہ کا دن ہے اس وقت میں گیمبیا کی سرزمین پر ایک قصبے سبا میں خطبہ جمعہ دے رہا ہوں۔ میں جہاں بھی ہوں خطبہ جمعہ اُردو ہی میں دیتا ہوں کیونکہ پاکستان میں بسنے والے احمدیوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے اور وہ اردو کے سوا اور کوئی زبان نہیں سمجھتے یا تھوڑے لوگ ہیں جو دوسری زبانیں سمجھتے ہیں۔ اس کی ایک خاص وجہ بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ جن حالات میں مجھے پاکستان چھوڑنا پڑا اس کی وجہ سے پاکستان کے احمدیوں کے دل میں اس جُدائی کا بہت دُکھ ہے اور یہی ایک رستہ ہے جس سے ہم ایک دوسرے کے ساتھ گویا آمنے سامنے گفتگو کر رہے ہوتے ہیں۔ جب وہ میرے خطبہ کو اُردو میں سُنتے ہیں تو اُن کے دل میں بشاشت پیدا ہوتی ہے اور بڑا حوصلہ پیدا ہوتا ہے اس لیے اُن کی خاطر میں جس ملک میں بھی ہوں خطبہ اُردو میں دیتا ہوں البتہ اس کا

ترجمہ اُس ملک کی زبان میں سنانے کا اہتمام کر دیا جاتا ہے۔

اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کے نظارے

جب سے میں آپ کے ملک گیمبیا میں آیا ہوں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مسلسل اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کے نظارے دیکھ رہا ہوں۔ ایک سچے مومن کو اپنے ربّ سے لامتناہی، لامحدود توقعات ہوتی ہیں، اپنے سابقہ تجربے کی وجہ سے وہ جانتا ہے کہ خدا کی رحمت کا سلوک کس طرح ہوتا ہے اور کس طرح وہ بندہ کی کوشش سے بڑھ کر اسے کامیابی عطا فرماتا ہے اس لیے وہ کوئی نہ کوئی اندازے ضرور لگاتا ہے کہ مستقبل میں میری یہ کوشش اس حد تک کامیاب ہو جائے گی۔ پس خدا تعالیٰ کے فضلوں کے گذشتہ تجربے کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ کے ملک میں آنے سے پہلے میں نے بھی ایک اندازہ لگایا کہ خدا تعالیٰ میری کوششوں سے بڑھکر اس حد تک ہمیں اپنے فضل کے ساتھ کامیابی عطا کرے گا مگر مجھے یہ بتاتے ہوئے خوشی محسوس ہوتی ہے کہ میرے اندازہ سے بہت بڑھکر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس سفر کو کامیابی عطا فرمائی۔

احمدی تو اللہ تعالیٰ کے فضل کیساتھ احمدیت کے رشتے کی وجہ سے ایک دوسرے سے بیحد محبت رکھتے، بیحد اخلاص کا تعلق رکھتے اور ایکدوسرے کیلئے ہر قربانی کیلئے تیار رہتے ہیں۔ اُنکے متعلق تو اسکے سوا توقع ہو ہی نہیں سکتی کہ وہ میرے اس ملک میں حاضر ہونے پر بے حد محبت اور پیار کا اظہار کریں گے، لیکن آپ کے ملک گیمبیا میں آکر مجھے یہ معلوم ہوا کہ اس ملک کے باشندے عموماً اتنے شریف النفس لوگ ہیں کہ مذہب کے اختلاف کے باوجود دوسرے ملک سے آنے والے دوسرے فرقوں سے تعلق رکھنے والے مذہبی لیڈروں سے بھی نہایت محبت اور پیار اور خلوص کا سلوک کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایک بہت ہی زرّیں ارشاد ہے۔ آپؐ کا تو ہر لفظ زرّیں ہوا کرتا ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں۔ مَنْ لَّمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ جو شخص خدا کے بندوں کا شکریہ ادا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا وہ خدا کا شکریہ بھی ادا نہیں کر سکتا۔ یا دوسرے لفظوں میں خدا ایسے بندوں کے شکریے قبول نہیں کیا کرتا جو خدا کے بندوں کے شکریے ادا نہیں کرتے۔ اس لحاظ سے نہ صرف مجھ پر آپ کے ملک کے باشندوں کا شکریہ واجب ہے بلکہ خود آپ احمدیوں پر بھی جو اسی ملک کے باشندے ہیں۔ باقی سب اہل ملک کا شکریہ واجب ہے کہ انہوں نے احمدیت کی عزّت افزائی کی اور نہایت اعلیٰ اخلاق کا نمونہ دکھلایا۔

مغربی افریقہ کی ہمہ گیر خدمت کے نئے عزم اور فیصلے کا اعلان

عالمگیر جماعت احمدیہ کو پہلے ہی خدا تعالیٰ یہ توفیق عطا فرما رہا ہے کہ اس ملک کی جس حد تک ممکن ہے خدمت کرے۔ چنانچہ تعلیم کے میدان میں اور حفظانِ صحت کے میدان میں جماعت

احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے گیمبیا میں ایسی نمایاں خدمات سرانجام دے رہی ہے کہ یہاں کے جتنے بھی بڑے لوگ یعنی دُنیا کی نظر میں بڑے لوگ ہیں وہ حکومت کے کارندے ہوں یا دیگر بڑے مرتبے رکھتے ہوں ان میں جن سے بھی میری ملاقات ہوئی ہے سب نے اس بات کا کہ جماعت احمدیہ گیمبیا میں نمایاں خدمات انجام دے رہی ہے خصوصیت سے ذکر کیا۔ اس خدمت سے وہ بے حد متاثر نظر آتے تھے۔ پس میں نے یہ فیصلہ کیا ہے اور جب میں کہتا ہوں "میں" تو مراد یہ ہوتی ہے کہ میں اکیلا نہیں بلکہ میں جماعت کی نمائندگی میں بولتا ہوں تو یہ کہنا چاہیئے کہ دُنیا کی عالمگیر جماعت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ اس ملک کے ساتھ اپنے تعاون کو پہلے سے زیادہ بڑھائے اور خدمت کی نئی راہیں تلاش کرے اور جس حد تک ممکن ہے اس ملک کے نیک دل باشندوں کو صرف رُوحانی اور مذہبی لحاظ ہی سے نہیں بلکہ دنیوی لحاظ سے بھی فائدے پہنچائے۔ مَیں اُمید رکھتا ہوں کہ باقی افریقہ کے ملکوں کے دَورے کے وقت بھی ایسے امور سامنے آئیں گے جب کہ دل کی گہرائی سے اُن ملکوں کے باشندوں کی خدمت کے لیے بھی ارادے بلند ہوں گے اور دُعا کی توفیق ملے گی کہ اللہ تعالیٰ ان کے حالات بہتر کرے اور ہمیں توفیق بخشے کہ ہم ان کی خدمت میں پہلے سے زیادہ آگے بڑھ جائیں۔

افریقہ میں تاریخ کا رُخ بدلنے والی عظیم جدوجہد

افریقہ کو جب تاریخی نقطۂ نگاہ سے دیکھا جائے تو افریقہ کے ساتھ جو سلوک ہوا ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ باہر سے بہت سی قومیں آئیں اور ترقی کے نام پر انہوں نے یہاں بہت سے کام کئے لیکن ان کی اس ساری جدوجہد کا خلاصہ یہ تھا کہ انہوں نے افریقہ میں کمایا اور باہر کی دنیا پہ یہاں کی کمائی خرچ کی۔ خدا تعالیٰ نے میرے دل میں بڑے زور سے یہ تحریک پیدا فرمائی ہے کہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ اس تاریخ کا رُخ بدل دیا جائے اور تمام عالمگیر جماعت احمدیہ دُنیا میں کمائے اور افریقہ میں خرچ کرے۔ غیروں نے جو آپ کو زخم لگائے ہیں احمدیت کو خدا یہ توفیق بخشے کہ اُن زخموں کے اندمال کا سامان پیدا کرے۔ غیر جو آپ کی دولتیں لُوٹ چکے وہ تو وہ لُوٹی ہوئی دولتیں آپ کو واپس نہیں کریں گے لیکن خدا جماعت احمدیہ کو یہ توفیق عطا فرمائے گا کہ اُن کی لُوٹی ہوئی دولت، جماعت احمدیہ آپ کو واپس کر رہی ہوگی۔

دُنیا کی احمدی جماعتیں کمرِ ہمت کس لیں

اس وقت اُن سکیموں کے بیان کرنے کا وقت نہیں جن کے متعلق اس خطبہ سے پہلے ہی کام شروع ہو چکا ہے۔ اس وقت اُن مشوروں کی روشنی میں جو ہو چکے ہیں بعض امُور کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں مثلاً آج آپ کے ملک کی مجلس عاملہ کے اجلاس کے دوران بھی اس بات کے مختلف پہلوؤں پر غور ہوتا رہا کہ کس طرح ہم گیمبیا کی پہلے سے زیادہ خدمت کر سکتے ہیں اس ضمن میں جو مشورے ہوئے ان کی روشنی میں مَیں تمام دُنیا کی احمدی جماعتوں کو سردست پہلی ہدایت یہ کرتا ہوں کہ وہ کمرِ ہمت کسیں اور افریقہ کی ہر میدان میں پہلے سے بڑھ کر محض للہ خدمت کرنے کی تیاری شروع کر دیں مثلاً امریکہ کی احمدیہ ڈاکٹرز ایسوسی ایشن جلد از جلد اپنے نمائندے بھجوائے جو سارے

افریقہ کے ان ممالک کا دورہ کریں جن میں جماعت احمدیہ خدمت کی توفیق پا رہی ہے۔ وہ جائزہ لے کر اور واپس جا کر اپنی مجلس میں معاملات رکھیں اور پھر اُن کی مجلس کی طرف سے یعنی احمدیہ ڈاکٹرز ایسوسی ایشن امریکہ کی طرف سے مجھے یہ سفارشات ملیں کہ افریقہ میں خدمت کے کام کو آگے بڑھانے کے لیے یہ یہ تجاویز ہم پیش کرتے ہیں اور ان میں ہماری طرف سے یہ تعاون ہو گا۔ اسی طرح انگلستان۔ یورپ اور دیگر ممالک کی احمدیہ ڈاکٹرز ایسوسی ایشنز بھی مجھ سے رابطہ کریں اور بتائیں کہ وہ اس ضمن میں کیا خدمت کرنے کے لیے تیار ہیں۔

ہر پیشہ اور ہر علمی اور فنی مہارت کے لوگ آئیں

ڈاکٹروں کی تو میں نے ایک مثال دی ہے اس کے علاوہ بھی دُنیا میں جس پیشے سے یا جس علمی مہارت سے تعلق رکھنے والے احمدی موجود ہیں اُن سب کو اپنے اپنے حالات کا جائزہ لے کر یہ فیصلہ کرنا چاہیئے کہ وہ افریقہ کی مظلوم انسانیت کی خدمت کے لیے اپنا کتنا وقت پیش کر سکتے ہیں اور اُن کی کیا کیا صلاحیتیں ہیں جنہیں وہ افریقہ کی خدمت کے لیے احسن رنگ میں استعمال کر سکتے ہیں۔ میرا مطلب یہ ہے کہ فنی مہارت رکھنے والے بلکہ مختلف پیشوں سے تعلق رکھنے والے لوگ مثلاً تاجر ہیں صنعتوں والے ہیں جن کو کسی خاص صنعت کاری کا تجربہ ہے وہ سب آگے آئیں اور اپنی خدمات پیش کریں۔ مثال کے طور پر یہاں جدید طریق پر اگر مرغی خانے جاری کرنے کے امکانات ہیں تو اس کے ساتھ تعلق رکھنے والی اور بھی بہت سی باتیں ہیں جنہیں زیر غور لانا ہو گا اور جن میں جماعت احمدیہ کے صاحب تجربہ لوگوں کو اپنی خدمات پیش کرنی ہوں گی۔ پس یہ تحریک روپے پیسے والی دولت سے تعلق رکھنے والی تحریک نہیں بلکہ انسانی قابلیت کی دولت سے تعلق رکھنے والی تحریک ہے۔ پس ہر شخص مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ کی ہدایت کے تابع اپنی اُن اعلیٰ قابلیتوں کو افریقہ کی خدمت میں خدا کی خاطر پیش کرنے کے لیے تیاری کرے اور اپنے کوائف سے مجھے مطلع کرے۔

ایسے ماہر احمدی انجنیئرز موجود ہیں جنہوں نے عمر بھر بجلی کے شعبوں میں کام کیا ہے اور وہ بجلی پیدا کرنے کے طریقوں سے بہت اچھی طرح واقف ہیں اور دُنیا کے لحاظ سے نہایت اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ ایسے احمدی انجنیئرز اور اوورسیرز موجود ہیں جنہوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ سڑکوں کی تعمیر کا کام کرانے میں صرف کیا ہے اور وہ ان مسائل سے خوب اچھی طرح واقف ہیں۔ اسی طرح ایسے احمدی بھی دُنیا میں موجود ہیں جن کی عمر کا بیشتر حصہ جانوروں کے چمڑے کو محفوظ کرنے میں خرچ ہوا ہے۔ ایسے کارخانوں سے وہ تعلق رکھتے ہیں یا خود اُن کی تجارتیں اس نوع کی ہیں کہ وہ جانوروں کے چمڑے اکٹھے کر کے ان کو محفوظ کرتے ہیں یا اس سے آگے بڑھ کر ان کو جدید طریق کے مطابق اس قابل بناتے ہیں کہ ان سے آگے چمڑے کا بہترین سامان تیار کیا جا سکے۔ اسی طرح ایسے احمدی موجود ہیں جن کا جوتے بنانے کی صنعت سے تعلق ہے۔ خواہ وہ چمڑے کے جوتے ہوں خواہ وہ پلاسٹک کے جوتے ہوں۔ اب یہ سب لوگ میرے مخاطب ہیں۔ اس لحاظ سے نہیں کہ وہ یہاں آ کر سرمایہ کاری کریں اور اُن ہی قوموں کے نقش قدم پر چلیں جنہوں نے سرمایہ کاری کی اور ملک کو لوٹ کر باہر چلے گئے بلکہ میں ان سے

اس لحاظ سے مخاطب ہوں کہ اپنے فن کو، اپنے علم کو افریقہ کی خدمت کیلئے پیش کریں، اپنے نام پیش کریں اور جماعتی نظام کے تابع یہاں کے دورے کریں اور پھر یہاں کے لوگوں کو اس قابل بنانے کے لیے منصوبے بنا کر پیش کریں کہ وہ خود اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر ان کے علم سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اپنے ملک کی دولت کو فروغ بھی دیں اور اس سے خود بھی فائدہ اُٹھائیں۔

اسی طرح ایسے احمدی دوست ہیں جو مچھلی کو ٹین میں PRESERVE کرنے کے کارخانوں سے تعلق رکھتے ہیں یا انکا اپنا کاروبار ہی یہی ہے۔ اسی طرح جوس بنانے کی فیکٹریوں سے تعلق رکھنے والے ملازمین ہیں یا مالکان ہیں۔ یہ سارے میرے مخاطب ہیں۔ میں نام بنام اسلئے انکے پیشوں کا ذکر کر رہا ہوں تاکہ غفلت سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ جنکے نام لیے گئے وہ تو مخاطب تھے اور ہم باہر رہ گئے۔ اسی طرح زراعت سے تعلق رکھنے والے وہ لوگ ہیں خواہ انہوں نے کالجوں میں علم حاصل کیا ہو یا نہ کیا ہو جو اپنے لمبے تجربے کی بناء پر بہت کامیاب زراعت کرنیوالے ہیں اور بعض فصلوں کے بارہ میں مہارت رکھتے ہیں۔ بعض لوگ مونگ پھلی کی کاشت کے فن کو جانتے ہیں کہ کس طرح کاشت کی جاتی ہے۔ بعض لوگ آلو کے ماہر ہیں۔ اسی طرح دیگر سبزیات اُگانے کے ماہرین بھی موجود ہیں اسی طرح باغات لگانے کے ماہر موجود ہیں۔ ایسے ماہر بھی موجود ہیں۔ جو بطور مالی لمبا عرصہ کام کرتے رہے ہیں اور انکے ہاتھ میں خدا نے یہ فن بخشا ہے کہ وہ آم یا مالٹے کو یا اسی قسم کے اور پودوں کو پیوند کر کے اُن درختوں کی قیمت میں غیر معمولی اضافہ کر دیں اور وہ پھل جو ظاہر ہو رہے ہیں، اُنکو ایکسپورٹ کرنے کے لحاظ سے نہایت قیمتی پھلوں میں بدل دیں۔ پھر ایسے احمدی بھی ہیں جنکے ذہن زراعت سے تعلق رکھنے والے امور میں اتنے زرخیز ہیں کہ ایک ملک کی آب و ہوا کا جائزہ لے کر وہ سوچتے ہیں کہ وہ کون سے درخت ہیں یا کون سی فصلیں ہیں جو آجکل یہاں نہیں پائی جاتیں، لیکن جغرافیہ کے اعتبار سے اور علم زراعت کے اعتبار سے یہاں بہت اچھی چل سکتی ہیں اور اگر یہاں داخل کر دی جائیں تو اس ملک کے لیے بہت بڑی آمد پیدا کرنیکا ذریعہ بن سکتی ہیں تو ایسے زرخیز دماغ والے زراعت کے اُمور سے واقف لوگ بھی اپنے نام پیش کر سکتے ہیں پس اسی قسم کے بہت سے اُمور ہیں جنکے متعلق میں اُمید رکھتا ہوں کہ انشاءاللہ دوست اپنے رنگ میں سوچنا شروع کر دینگے اور جس کو خدا نے جس حد تک وقف کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے وہ اسی حد تک وقف کر دیگا خواہ عارضی دَورہ کے لیے اپنے آپ کو پیش کرے یا نسبتاً لمبی خدمتوں کے لیے آپ کو پیش کرے۔

نصرت جہاں تحریک نو کا اجراء

اسی طرح جو پہلی تحریکیں چل رہی ہیں اُس میں بھی ہمیں شدید ضرورت ہے کہ کثرت سے نئے نام آئیں۔ ہر معیار اور ہر سطح کے اساتذہ کی ضرورت ہے۔ اسی طرح ہر معیار اور ہر سطح کے ڈاکٹرز کی ضرورت ہے۔ خدمت کے مطالبے بڑھتے چلے جا رہے ہیں اس لیے ان سارے امور میں نصرت جہاں تحریک نو کا میں اعلان کرتا ہوں۔ ایک نئے جذبے اور ایک نئے ولولے کیساتھ سابقہ نصرت جہاں کے کام کو مزید آگے بڑھانے کیلئے ایک نیا شعبہ "نصرت جہاں تحریک نو" ان سارے امور پر غور کریگا اور ان سارے امور کو مترتب کریگا اور انشاءاللہ تعالیٰ جماعت کو نئے میدانوں میں افریقہ کی خدمت کرنے کی توفیق بخشے گا۔

گیمبیا کا خصوصی اعزاز

یہ عجیب خدا تعالیٰ کا تصرف ہے اور گیمبیا کی یہ خاص سعادت اور خوش نصیبی ہے کہ نصرت جہاں اوّل کی تحریک اسی ملک یعنی آپکے ملک سے شروع ہوئی تھی اور قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر حضرت مرزا ناصر احمد کو خدا نے یہ توفیق بخشی تھی کہ وہ گیمبیا کی سرزمین سے نصرت جہاں کی سکیم کا اعلان کریں پس اس کے دوسرے حصہ کے اعلان کیلئے بھی اللہ تعالیٰ نے آپکی سرزمین کو اعزاز بخشا ہے اللہ یہ اعزاز آپ کو مبارک کرے اور اس تحریک کو بھی پہلی تحریک کی طرح ہمیشہ اپنے فضلوں اور رحمتوں کے سایہ تلے آگے بڑھاتا رہے۔"

(ضمیمہ مصباح مارچ ۱۹۸۸ء)

ممالک کی سیر

کیمرون

(CAMEROON)

خصوصیات

یہ ملک تمام برّاعظم افریقہ کی ایک ننھی سی صورت ہے۔ وسط مغربی افریقہ کا یہ ملک جو ساحل بحراوقیانوس سے شروع ہو کر ۸۰۰ میل شمال کی طرف جھیل چاڈ تک پھیلا ہوا ہے ساحلی میدانوں، استوائی جنگلات، خوشگوار سطح مرتفع، صحراؤں اور بڑے بڑے پہاڑوں پر مشتمل ہے۔ یہاں کی انسانی آبادی بھی آپس میں مختلف ہے۔ مثال کے طور پر یہاں دو ہزار مختلف قبائل آباد ہیں جن کے رسوم و رواج بھی مختلف ہیں اور ان میں سے ہر ایک اپنی خاندانی روایات کے ساتھ چمٹا ہوا ہے۔ تاہم وہ سب آپس میں پُرامن طریقے سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ شمالی حصہ گرمیوں میں زیادہ گرم اور سردیوں میں زیادہ سرد ہوتا ہے بہ نسبت جنوبی ساحلی علاقہ کے۔

یہ ملک پہلے فرانس کی عملداری میں تھا لیکن ۱۹۶۰ء سے یہ ایک آزاد جمہوریت ہے۔ اس ملک کے دو حصے تھے یعنی برطانوی اور فرانسیسی کیمرون۔ لیکن دونوں نے اکٹھی آزادی دی اور دونوں حصے ایک ہوگئے۔ مغرب میں انگریزی اور ملک کے مشرقی حصہ میں فرانسیسی بولی جاتی ہے۔ آزادی دیتے وقت انگریزوں نے اپنے علاقہ کا شمالی صوبہ سرڈاؤنا (SARDAUNA) نائیجیریا کے ساتھ شامل کر دیا۔

رقبہ، آبادی اور پیداوار وغیرہ

ملک کا رقبہ ۱۸۳۵۰۰ مربع میل اور آبادی تقریباً ۵۵ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ یہاں کی پیداوار میں عمارتی لکڑی، کوکو، ناریل، پام کا تیل، مونگ پھلی، کیلا اور کافی شامل ہیں۔ دارالحکومت یاؤنڈے (YAOUNDE) ہے جس کی آبادی ایک لاکھ سے زائد ہے۔ لیکن تجارتی مراکز اور بندرگاہ ڈولا (DOULA) ہے۔ سکہ کیمرون فرانک ہے اور ایک امریکی ڈالر ۲۴۷ کیمرون فرانک کے برابر ہوتا ہے۔ ڈولا کے نزدیک ایک عجیب و غریب جنگل ہے جہاں پر تقریباً ہر نسل کے بندر پائے جاتے ہیں۔

> مَیں تو مر کر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لطف
> پھر خدا جانے کہاں یہ پھینک دی جاتی غبار
>
> (درثمین)

غزل

جناب نسیم سیفی صاحب
ایڈیٹر ماہنامہ تحریک جدید ربوہ

چاند صورت اُتر گئی دل میں
رات بھر روشنی رہی دل میں

میرا افسانہ زخم زخم سہی
ایک خوشبو ہے، پھول سی، دل میں

رسم دنیا وہ خوب جانتے ہیں
آنکھ مسرور، برہمی دل میں

چار سُو ارتعاش ہوتا ہے
جب بھی اُٹھتی ہے ہُوک سی دل میں

آخری سانس تیرے نام کی لی
آرزو تھی یہ آخری دل میں

لے تو لیتا ہر ایک شے لیکن
بس رہا ہے کوئی ولی دل میں

منصفو! کیوں تمہاری ہر اک بات
لب پہ کھوٹی ہے اور کھری دل میں

ایک قریہ سے بات نکلی تھی
قریہ قریہ پہنچ گئی دل میں

مصلحت سے ہے ذکر اوروں کا
یاد تو ہے نسیم کی دل میں

گرد و پیش

امریکہ روس سربراہ ملاقات

امن کی جانب ایک اہم قدم

مکرم طارق احمد صاحب بٹ کراچی

"اب ماہرین اسلحہ کو آرام کرنا چاہیئے"—— امریکی صدر رونالڈ ریگن نے کہا۔

جواباً روس کے سربراہ میخائل گوربا چوف نے کہا:

"نہیں۔ انہیں آرام نہیں کرنے دیں"——

یہ اُس گفتگو کا حصہ ہے جو سوویت رہنما گوربا چوف اور امریکی صدر ریگن کے درمیان تین روزہ سربراہ مذاکرات کے دوران ہوئی۔

یہ مذاکرات واشنگٹن میں صدر ریگن اور گوربا چوف کے درمیان ۸/دسمبر تا ۱۰/دسمبر ۱۹۸۷ء کو انجام پائے تین سال میں امریکہ اور سوویت یونین کے لیڈروں کی یہ تیسری ملاقات تھی۔ اس سے قبل آئس لینڈ کے دارالحکومت ریکیاوک میں دونوں سربراہ ملے تھے اور یہ مذاکرات کسی حد تک ناکام رہے تھے۔ موجودہ مذاکرات میں اسٹار وار پروگرام، مشرق وسطی، افغانستان، کمپوچیا اور وسطی امریکہ کے مسائل زیرِ بحث آئے۔

سوویت رہنما کے ہمراہ وزیر خارجہ شیوردنا ڈزے کے علاوہ خارجہ پالیسی کے سینئر مشیر اور فوج کے سربراہ بھی مذاکرات میں شریک ہوئے۔ مسز رئیسہ گوربا چوف بھی پہلی مرتبہ امریکہ کے دورے پر تشریف لائیں۔

سربراہی اجلاس کے موقع پر واشنگٹن میں غیر معمولی حفاظتی انتظامات کیئے گئے تھے۔ سربراہی اجلاس کی خبریں بھیجنے کے لیئے تقریباً ۶ ہزار سے زیادہ صحافی واشنگٹن میں موجود تھے۔ گوربا چوف کی خبریں بھیجنے کے لیئے سوویت یونین کے ۱۰۰ صحافی بھی واشنگٹن پہنچے تھے۔

سوویت رہنما گوربا چوف نے امریکہ کے دورے کے آغاز پر کہا:-

"دورہ شروع ہو گیا۔ خدا ہماری مدد کرے"——

۸/دسمبر ۱۹۸۷ء کی سہ پہر واشنگٹن پہنچنے پر امریکہ کے وزیر خارجہ جارج شلز نے اینڈریوز ایئر فورس بیس پر سوویت لیڈر گوربا چوف کا خیر مقدم کیا۔ مسٹر گوربا چوف کو لیکر ایروفلوٹ کا ایلشن ۶۱ ساخت کا خصوصی طیارہ اینڈریوز کے ہوائی اڈے پر پہنچا۔ جیسے ہی سوویت لیڈر طیارے سے باہر آئے مسٹر جارج شلز ان الفاظ کے ساتھ ان کی طرف بڑھے:-

"ہم امریکہ کی سرزمین پر آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں"۔

جس پر گوربا چوف نے کہا کہ:-

"میں امریکی عوام کے لیئے سوویت یونین

کے عوام کی نیک خواہشات لے کر یہاں آیا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ میرے پاس امریکی لیڈروں سے کہنے کے لئے بہت کچھ ہے اور مجھے امید ہے کہ میں بھی ان سے کچھ نئے الفاظ سنوں گا"

جس پر جارج شلز نے جواب دیا:۔

"ہم اس کے لئے تیار ہیں"——

مسٹر گوربا چوف نے کہا کہ:۔

"سوویت امریکہ سمجھوتے پر دستخط سے وہ کام مکمل ہو جائے گا جس کی توقعات ساری دنیا کے عوام نے بڑی طاقتوں سے کر رکھی ہیں۔ سوویت یونین کے عوام اور حکومت کی طرف سے میں تمام امریکیوں کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہم خلوص کے ساتھ امریکہ سے دوستانہ تعلقات کے خواہشمند ہیں"

قبل ازیں گوربا چوف جب واشنگٹن پہنچے تو امریکی مسلح افواج کے دستے نے انہیں گارڈ آف آنر پیش کیا۔ گوربا چوف نے امریکی عوام پر خوشگوار تاثر چھوڑنے کے لئے دوسری ترکیبوں کے علاوہ ایک پرانا نسخہ بھی استعمال کیا اور وہ ہے اچھا لباس۔ وائس آف امریکہ کے مطابق مسٹر گوربا چوف نے امریکہ کے دورے کے لئے ایک اطالوی درزی فرینکو ٹریکوٹے سے خصوصی لباس بنوائے ہیں جن میں ایک ڈنر جیکٹ بھی شامل ہے جس پر ۹ ہزار ڈالر خرچ ہوئے ہیں۔

اس سے قبل سوویت رہنما گوربا چوف واشنگٹن جاتے ہوئے مختصر دورے پر ۷/دسمبر ۱۹۸۷ء کو لندن میں ٹھہرے۔ برطانوی وزیراعظم مسز مارگریٹ تھیچر نے لندن کے مغرب میں ایک فوجی ہوائی اڈے پر مسٹر گوربا چوف کا خیر مقدم کیا۔ گوربا چوف گزشتہ ۲۱ سال کے عرصے میں برطانیہ کا دورہ کرنے والے پہلے سوویت رہنما ہیں۔

مسز تھیچر اور گوربا چوف کے درمیان بات چیت میں ہتھیاروں کی کمی، سوویت یونین میں کی جانیوالی اصلاحات اور انسانی حقوق کے معاملوں پر غور کیا گیا۔ اس موقع پر گوربا چوف نے کہا کہ:۔

"مسز تھیچر کے ساتھ یہ گفت و شنید اس بات کی شہادت ہے کہ لندن اور ماسکو کے تعلقات اب ایک نیا رُخ اختیار کر رہے ہیں"

گوربا چوف کے برطانیہ کے مختصر دورے سے پہلے اور بعد کیئے گئے رائے عامہ کے متعدد جائزوں کے مطابق اندازہ ہوتا ہے کہ گوربا چوف کو زبردست حمایت حاصل ہے اور گوربا چوف برطانوی عوام میں خاص طور پر اور یورپی عوام میں عام طور پر صدر ریگن سے زیادہ مقبول ہیں۔

۸/دسمبر ۱۹۸۷ء کو صدر ریگن اور روسی رہنما گوربا چوف کے مابین درمیانہ فاصلہ کے میزائیل کو ختم کرنے کے لئے ایک تاریخی معاہدہ طے پایا۔ اس کے ماتحت ۲۸۰۰ میزائیل تباہ کیئے جائیں گے۔ اس معاہدے کا سب سے زیادہ اثر روس کے "کاپسٹن یار" میں محسوس کیا جائے گا جہاں اب سے ۴۰ سال قبل روس نے پہلا بیلاسٹک میزائیل چھوڑا تھا۔ یہ مقام ماسکو سے ۶۶۰ میل جنوب مغرب میں واقع ہے۔ معاہدہ پر عملدرآمد شروع ہونے کے چند دن کے اندر اندر روس یہاں سے ایس ایس۔۱۲ اور ایس ایس۔ ۲۰ غیر مسلح میزائیلوں کو تباہ کرنے کیلئے انہیں مشرق کی جانب چھوڑے گا اور یہ عمل شب و روز

جاری رہے گا۔ اسی طرح امریکہ ایسے غیر مسلح پرشنگ۔۲ میزائلوں کو کیپ کینا ویرال فلوریڈا۔ سے مشرق کی جانب بحر اوقیانوس پر چھوڑے گا۔

امریکہ اور روس ۲۶۰۰ میزائیل تباہ کریں گے جو دونوں ملکوں کے ایٹمی اسلحہ خانوں کا عشر عشیر بھی نہیں۔ زمین سے چھوڑے جانے والے جن امریکی اور روسی میزائلوں کو تباہ کیا جائے گا وہ تین سو سے تین ہزار میل تک مار کرتے ہیں۔ روس کے کسی میزائیل کا رُخ امریکہ کی جانب نہیں ہے۔ ان سب کا رُخ امریکہ کے اتحادیوں اور چین کی جانب ہے۔ معاہدہ کے تحت جو امریکی میزائیل آتے ہیں ان سب کا رُخ روس کی جانب ہے:

درمیانہ فاصلے اور تھوڑے فاصلے تک مار کرنے والے میزائیلوں کو تباہ کرنے کے لیے زبردست انتظامات کرنے ہوں گے۔ مثال کے طور پر راکٹ کو چلانے والے انتہائی زہریلے ایندھن کو جلانے میں ماحول کے چیلنج کا سامنا کرنا ہوگا۔ تقریباً دو ہزار ایٹم بموں کو میزائیلوں سے علیحدہ کرنا ہوگا۔ ایٹمی تابکاری کے مادہ کو ایٹمی ری ایکٹروں میں واپس ڈالنا ہوگا اور انتہائی حساس فوجی مراکز کے باہر فوجی انسپکٹروں کو ۱۳ سال کے لیے تعینات کرنا ہوگا۔

معاہدہ میں مندرج تین سال کے اندر اندر ساٹھ لاکھ ڈالر کی مالیت کے میزائیلوں کو تباہ کرنا ہوگا۔ اس کے لیے امریکہ محفوظ اور سستا طریقہ تلاش کر رہا ہے۔

صدر ریگن اور گورباچوف کے درمیان تخفیفِ اسلحہ کے معاہدہ پر دستخط کرنے کی رسم وائٹ ہاؤس کے اس تاریخی کمرے میں ادا کی گئی جہاں مقتول صدر ابراہیم لنکن کی میت دیدارِ عام کے لیے رکھی گئی تھی۔ اسی کمرے میں ۱۵ برس قبل صدر نکسن نے سوویت یونین سے ایٹمی اسلحہ کو محدود کرنے کے متعلق معاہدہ پر دستخط کیے تھے۔

صدر ریگن اور گورباچوف نے معاہدے کی دستاویز پر ۱۶ جگہ دستخط کیے۔ جب سمجھوتہ کی انتہائی ضخیم دستاویز پر جو چمڑے کی موٹی جلد میں ملفوف تھی دستخط ہو گئے تو صدر ریگن نے ازراہِ مذاق کہا کہ: "اب دونوں ممالک کے ماہرینِ اسلحہ کو آرام کرنا چاہیئے"۔ جواباً گورباچوف نے ازراہِ مذاق برجستہ کہا کہ "انہیں آرام نہیں کرنے دیں"۔ —— واضح رہے کہ گورباچوف انتہائی سخت محنت اور زیادہ سے زیادہ کام کرنے کی وجہ سے مشہور ہیں۔

دستخط کرنے سے قبل دونوں رہنما ۴۵ منٹ تک بات چیت کرتے رہے تھے۔ اس موقع پر صرف مترجم اور راسٹینو گرافر موجود تھے۔ گورباچوف نے سمجھوتے پر دستخط کے بعد انیسویں صدی کے امریکی شاعر اور فلسفی رالف والڈو ایمرسن کا یہ قول دُہرایا کہ:-

"کسی کام کو اچھی طرح انجام دینے کا انعام یہ ہے کہ اسے انجام دے دیا گیا ہے"۔

گورباچوف نے امریکی دانشوروں سے بھی خطاب کیا۔ جن میں ناول نگار جوالڈ کیرول روٹس، سابق وزیر خارجہ ڈاکٹر ہنری کسنجر، گلوکار یوکو اونو، ماہرِ اقتصادیات جان کنیتھ اور اداکار پالیذ من بھی شامل تھے۔ گورباچوف نے ان سے خطاب کے دوران کہا:-

"یہ حقیقت ہے کہ ہم ایک دوسرے سے مختلف ہیں لیکن ہمیں اپنے اختلافات کو تماشا نہیں بنانا چاہیئے"۔

صدر ریگن نے گورباچوف سے بات چیت کے دوران کئی مرتبہ روسی محاورے استعمال کئے۔ انہوں نے اس

سمجھوتہ کے بارے میں کہا کہ :-

"ہم نے ایک ناممکن العمل تصور کو حقیقت کا روپ دے دیا ہے۔"

گورباچوف نے جواباً کہا کہ :-

"ہمیں اس پر فخر کرنا چاہیئے کہ ہم نے ایک پودا لگایا ہے جو ایک دن امن کا عظیم الشان درخت بن جائے گا۔"

صدر ریگن اور مسٹر گورباچوف نے اپنے مذاکرات کے اختتام پر اعتراف کیا کہ وہ افغان تنازعہ حل کرانے کے ضمن میں کوئی پیش رفت نہیں کر سکے۔ سوویت سفارت خانے (واشنگٹن) میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے گورباچوف نے کہا :-

"میں یہ بات نہیں کہہ سکتا کہ ہم نے علاقائی تنازعات حل کرنے کے ضمن میں زیادہ پیشرفت کی ہے۔"

یاد رہے کہ علاقائی تنازعات کی اصطلاح افغانستان، مشرق وسطی، خلیج میں ایران عراق جنگ اور لاطینی امریکہ کے لیئے استعمال کی جاتی ہے۔ افغانستان کے بارے میں انہوں نے امید ظاہر کی کہ ایک تصفیہ کے ذریعہ اس داخلی خونی تنازعہ کو ختم کیا جا سکے گا۔ اور مستقبل میں اس کے خطرناک اثرات سے بچا جا سکے گا۔ گورباچوف نے کہا کہ :-

"ہم افغانستان میں سوویت نواز حکومت کا قیام نہیں چاہتے۔ لیکن امریکہ کو بھی یہ بات واضح کرنی چاہیئے کہ وہ وہاں امریکہ نواز حکومت قائم کرنے کا خواہاں نہیں ہے۔"

گورباچوف نے سوویت یونین کے بارے میں امریکی ذرائع ابلاغ کی خبروں پر بھی نکتہ چینی کی۔ انہوں نے سوال کیا کہ امریکہ کے پاس عالمی برادری کے استاد کا کردار ادا کرنے کا کون سا اخلاقی حق موجود ہے اور یہ حق کس نے انہیں دیا ہے۔ مسٹر گورباچوف نے کہا کہ امریکہ کی جانب سے جس طرح سوویت یونین پر نکتہ چینی کی جاتی ہے وہ اکثر توہین آمیز اور معقولیت سے عاری ہوتی ہے۔

میخائل گورباچوف نے کہا کہ :-

انہوں نے امریکی صدر کو بتا دیا ہے کہ جناب صدر آپ کوئی پراسیکیوٹر نہیں ہیں اور نہ ہی میں کوئی ملزم ہوں۔ مجھ پر کوئی مقدمہ تو نہیں چلایا جا رہا۔" انہوں نے سخت لہجہ میں کہا کہ : "آپ کی اس خود پسندی کو سمجھنا بہت مشکل ہے۔"

گورباچوف نے کہا کہ "مجھے یقین ہے کہ اگر پولٹ بیورو اور خدا میرا حامی ہوا تو میں جلد ہی امریکہ کا ایک غیر رسمی دورہ کروں گا۔"

دریں اثناء صدر ریگن نے وائٹ ہاؤس کے لان میں بیان جاری کرتے ہوئے کہا کہ: "ہم کو جو کچھ حاصل ہوا ہے اس سے مطمئن نہیں ہیں۔" انہوں نے اس ضمن میں مایوسی کا اظہار کیا۔

بعد میں امریکی انتظامیہ کے ایک عہدیدار نے بریفنگ کے دوران کہا کہ صدر ریگن نے مسئلہ افغانستان کے بارے میں روسیوں پر دباؤ ڈالا اور انہیں بتایا کہ تصفیہ میں کس چیز کی کمی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ روس کا کام ہے کہ وہ فوجوں کی واپسی کے لیئے قطعی تاریخ اور وقت کا تعین کرے۔ یاد رہے کہ روسی افواج دسمبر ۱۹۷۹ء سے افغانستان میں موجود ہیں۔

اس موقع پر امریکہ نائب صدر جارج بش نے کہا :-

"مسٹر میخائل گورباچوف ایک نئی طرز کے سوویت لیڈر ہیں اور صدر ریگن سے مذاکرات کے دوران انہوں نے "مغربی طرزِ فکر" اختیار کیا ہے "

مسٹر بش نے مزید کہا کہ :-

"مسٹر گورباچوف اور دیگر سوویت لیڈروں میں واضح فرق ہے جس میں عمر کے علاوہ اظہارِ خیال کا مغربی انداز، مزاح اور بات چیت کے طریقے شامل ہیں "

جارج بش نے کہا کہ اس کے باوجود روسیوں کا موقف بہت سخت ہے اور انہوں نے بڑے مؤثر انداز میں اپنی پوزیشن واضح کی ہے اور صدر ریگن نے بھی واضح طور پر ان امور کی نشاندہی کی ہے جن پر دونوں ملکوں کے نقطۂ نظر میں اختلاف ہے۔

سربراہ مذاکرات کے بعد مشترکہ بیان میں علاقائی تنازعات کے لیئے ایک پیراگراف مخصوص کیا گیا جس میں کہا گیا ہے کہ دونوں رہنماؤں نے افغانستان، خلیج کی جنگ، مشرق وسطیٰ، کمپوچیا، جنوبی افریقہ، وسطی امریکہ اور دیگر مسائل پر بے تکلفانہ انداز میں بات چیت کی۔ انہوں نے تسلیم کیا کہ ان مسائل پر دونوں ممالک میں سنگین اختلافات ہیں تاہم انہوں نے ان مسائل پر مسلسل تبادلہ خیال کی اہمیت کو تسلیم کیا۔

مشترکہ اعلامیہ میں کہا گیا کہ :-

"دونوں لیڈر تخفیفِ اسلحہ کے مذاکرات کرنے والے اپنے وفود کو ہدایت کریں کہ وہ دُور مار ایٹمی میزائلوں کے خاتمے کے سمجھوتے کے سلسلے میں تمام کارروائی آئندہ سال کی ششماہی میں مکمل کرلیں۔ اس معاہدے پر دونوں لیڈر ماسکو میں اپنی آئندہ ملاقات میں دستخط کریں گے۔ دونوں ملک کیمیائی ہتھیاروں کے دنیا بھر میں خاتمے کو یقینی بنانے کے لیئے ایک بین الاقوامی کنونشن بلانے میں مدد دیں گے "

دونوں لیڈروں نے علاقائی تنازعات کے حل کیلئے اقوام متحدہ کو زیادہ فعال بنانے پر عملی غور کیا۔ سوویت لیڈر نے صدر ریگن کو سوویت یونین کے دورے کی دعوت کا اعادہ کیا جس کو صدر ریگن نے قبول کرلیا۔ وہ ۱۹۸۸ء کی پہلی ششماہی میں سوویت یونین کا دورہ کرنے والے ہیں۔ دونوں ملکوں نے تین سال کے اندر یورپ سے تمام ایٹمی میزائیلوں کے خاتمے کا بھی عہد کیا۔

۱۰ دسمبر کی شام صدر ریگن نے ٹیلی ویژن پر قوم سے خطاب کرتے ہوئے امریکہ کے اتحادیوں اور قوم کو مشورہ دیا کہ :-

"وہ اس سربراہ کانفرنس کو امید اور خوشگوار تاثرات کے ساتھ قبول کریں۔ انہوں نے امریکی کانگرس سے اپیل کی کہ وہ درمیانہ فاصلے تک مار کرنے والے میزائیلوں کے خاتمے کے سمجھوتے کی توثیق کردے۔ صدر ریگن نے کہا کہ انہوں نے گورباچوف کو بتا دیا ہے کہ امریکہ خلاء میں ہتھیاروں کا نظام "اسٹار وار" جاری رکھے گا۔ اب بات صرف ہتھیاروں پر کنٹرول کی نہیں رہی بلکہ افغانستان کا مسئلہ

بھی سرِ فہرست ہے۔"

صدر ریگن نے مزید کہا کہ :-

"سربراہ کانفرنس میں جو کچھ حاصل ہوا ہے ہم اس پر مطمئن نہیں ہو سکتے - کیونکہ تنازعات کی وجہ سے بڑے پیمانے پر انسانی جانیں ضائع ہو رہی ہیں اور یہ تنازعات مشرق و مغرب کے تعلقات کی راہ میں بڑی رکاوٹ ہیں - انہوں نے کہا کہ بات چیت میں ان تنازعات کے بارے میں فریقین کے موقف میں اختلافات قائم ہیں تاہم ان اختلافات کا کھل کر اظہار ہوا ہے - دونوں بڑی طاقتوں کو ان تنازعات کے سیاسی حل کے لیئے بھرپور کوششیں جاری رکھنا ہوں گی تاکہ علاقے کے لوگوں کو جنگوں سے نجات مل سکے اور وہ امن و آزادی کے ساتھ اپنی زندگی بسر کر سکیں۔"

واشنگٹن سے روانگی سے قبل سوویت لیڈر میخائل گورباچوف نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ :-

"ایٹمی دَور میں اس قدم کی کوئی مثال نہیں ملتی - دونوں ملکوں نے کیمیائی ہتھیاروں اور دُور مار ایٹمی میزائلوں کے خاتمے کے لیئے اقدامات کرنے پر رضامندی ظاہر کی ہے۔"

ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ :-

"سوویت یونین خلائی ہتھیار بنانے کا ارادہ نہیں رکھتا اور اگر امریکہ نے ایسا کیا تو اسکے سنگین نتائج برآمد ہوں گے۔"

ایٹمی ہتھیاروں کے بتدریج خاتمہ کے لیئے دونوں سُپر طاقتوں کے درمیان اس سمجھوتہ کا ساری دنیا میں خیر مقدم کیا گیا - اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل مسٹر پیریز ڈی کوئیار، برطانوی وزیر اعظم مسز مارگریٹ تھیچر مغربی جرمنی کے چانسلر مسٹر کوہل سمیت مغربی یورپ کے مقتدر رہنماؤں کے علاوہ پاکستان اور کویت کی جانب سے بھی اس سمجھوتہ کو تخفیفِ اسلحہ کی جانب ایک اہم اور تاریخی قدم قرار دیا گیا ہے -

دونوں سُپر طاقتوں کی طرف سے یورپ اور ایشیا میں نصب خطرناک ایٹمی میزائیلوں کے خاتمہ کا فیصلہ بلاشبہ ایک ایسا یادگار اقدام ہے جس کی حقیقی افادیت کا فوری طور پر اندازہ لگانا آسان نہیں - اس لیئے کہ اس سمجھوتہ کے نتیجہ میں دونوں طرف سے تین ہزار کے لگ بھگ ایسے میزائیلوں کا خاتمہ ہو جائے گا جن میں سے ہر ایک پر ایک سے لے کر تین تک جوہری بم لگے ہوئے ہیں جو دنیا کے بہت بڑے حصے کو تباہ کرنے کی طاقت رکھتے ہیں - اس میں شک نہیں کہ زیر بحث سمجھوتہ کے تحت فی الحال کم اور درمیانے فاصلہ تک مار کرنے والے ایٹمی میزائیلوں کو ہی ختم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے - لیکن اس سمجھوتہ کی اہمیت کا ایک پہلو یہ ہے کہ اس کے ذریعہ ایک خاص قسم کے جوہری ہتھیاروں کا مکمل خاتمہ ہو جائے گا - یوں یہ سمجھوتہ ایک تاریخ ساز حیثیت اختیار کر جاتا ہے - درحقیقت اس سمجھوتہ سے مختلف نوعیت کے دُور مار میزائیلوں کے خاتمہ کی راہ ہموار ہو گئی ہے - اور اس بات کی قوی اُمید ہے کہ ۱۹۸۸ء کی پہلی ششماہی میں ماسکو میں ہونے والی ریگن گورباچوف ملاقات کے دوران اس سلسلہ میں ضرور کوئی سمجھوتہ طے

پا جائے گا۔ بلکہ اگر دونوں سُپر طاقتوں کے مابین مفاہمت اور مصالحت کی موجودہ فضا برقرار رہی تو کیمیاوی ہتھیاروں کے خاتمہ کے علاوہ روایتی ہتھیاروں، جنگی ساز و سامان اور مسلح افواج کی تعداد میں مناسب کمی کا مرحلہ بھی کامیابی کے ساتھ طے کیا جا سکتا ہے اور اس طرح اسلحہ اور جنگی ساز و سامان پر خرچ کیے جانے والے بے پناہ وسائل انسانیت کی اجتماعی بہبود، ترقی اور خوشحالی کے لیئے وقف کیئے جا سکیں گے۔

دونوں سُپر طاقتوں کے مابین درمیانہ فاصلہ تک مار کرنے والے ایٹمی میزائیلوں کے خاتمہ کے اس سمجھوتہ کے حوالے سے سب سے زیادہ حوصلہ افزا حقیقت باہمی اعتماد اور اشتراکِ عمل کا وہ جذبہ ہے جس کا اظہار صدر ریگن اور مسٹر گورباچوف نے اپنے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کیا ہے۔

سمجھوتہ کی تکمیل سے قبل وائٹ ہاؤس میں منعقد کی جانے والی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے صدر ریگن نے دونوں سُپر طاقتوں کے درمیان پائے جانے والے اختلافات کو محاذ آرائی کو ختم کرکے تعاون کی فضا قائم کرنے کو "چیلنج" کا نام دیا۔ جبکہ اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے مسٹر گورباچوف نے اعلان کیا کہ وہ اور صدر ریگن نیک نیتی کے ساتھ مل جُل کر ہتھیاروں کی دوڑ کے خاتمہ کی جد و جہد کو اپنا مقدس فرض سمجھتے ہیں۔

دراصل دونوں سُپر طاقتوں کے سربراہوں کا یہ جذبہ ہی وہ بنیاد فراہم کر سکتا ہے جس پر پُر امن بقائے باہمی کی عظیم عمارت تعمیر کی جا سکتی ہے۔ تاہم اس مرحلہ پر یہ حقیقت بھی فراموش نہیں کی جا سکتی کہ درمیانہ فاصلہ تک مار کرنے والے ایٹمی میزائیلوں کے خاتمہ کے سمجھوتہ پر دستخط کر دینے سے ہی دُنیا امن اور سکون کا گہوارہ نہیں بن جائے گی بلکہ مفاہمت اور مصالحت کے اِس جذبہ کو زندہ و برقرار رکھنے کی بھی کوشش کی جانی چاہیئے اوّل تو دونوں بڑی طاقتوں کے پاس موجود ایٹمی ہتھیاروں کے مکمل خاتمہ کا کام بھی بڑا طویل اور صبر آزما عمل ہے اور اسے خوش اسلوبی کے ساتھ پایۂ تکمیل کو پہنچانا آسان نہیں ہوگا۔ لیکن دونوں طرف پائے جانے والے جذبات کے پیشِ نظر اگر اس ضمن میں حتمی کامیابی کو یقینی سمجھ لیا جائے تو بھی ایسے مُلکوں کے پاس موجود چھوٹے بڑے جوہری ہتھیاروں کی نشاندہی اور خاتمہ کی ضرورت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا جو اپنی ایٹمی تیاریوں کو دنیا کی نظروں سے اوجھل رکھے ہوئے ہیں۔

اِسی طرح بڑی طاقتوں کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ عالمی اور علاقائی سطح پر امن کے لیئے خطرہ بننے والے سنگین مسائل کو بھی اعتماد اور تعاون کے اسی جذبے کے ساتھ حل کرنے کی راہ ہموار کریں جس کا مظاہرہ جوہری ہتھیاروں کے خاتمے کے ضمن میں کیا جا رہا ہے۔ توقع کی جانی چاہیئے کہ دونوں بڑی طاقتوں نے ایٹمی ہتھیاروں کے خاتمہ کے لیئے جس تاریخ ساز کام کا آغاز کیا ہے اسے کامیابی سے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیئے عالمی برادری کی جانب سے بھی پوری ذمہ داری اور مکمل تعاون کا مظاہرہ کیا جائے گا؟

★★★★

بن خدا کوئی بھی ساتھی نہیں تکلیف کے وقت
اپنا سایہ بھی اندھیرے میں جُدا ہوتا ہے
(درِّ ثمین)

طب و صحت

تبخیرِ معدہ کا مفید و مؤثر علاج!

مکرم حکیم نذیر احمد صاحب ایم اے۔ احمد نگر

تبخیر معدہ کے مریض درج ذیل ہدایات پر سختی سے عمل فرمائیں اور جو نسخہ جات آخر میں درج کیئے گئے ہیں ان میں سے حسب مزاج و علامات استعمال کریں انشاء اللہ شافی خدا کامل شفا بخشے گا۔

- جب تک بھوک خوب نہ چمکے کچھ کھائیں نہ پئیں۔ اگر سچی بھوک پر کھانا جینے کے لیئے ضروری ہے تو جھوٹی بھوک پر (دل للچانے پر) محض حصول لذت کی خاطر منہ چلانا گویا اپنی قبر اپنے ہی منہ سے کھودنا ہے۔
- جب دستر خوان پر کھانا کھانے بیٹھیں تو اس قدر کھائیں کہ آپ کے معدہ میں ⅓ حصہ کھانا، ⅓ حصہ پانی اور ⅓ حصہ سانس لینے کے لیئے خالی ہو۔
- دو کھانوں کے درمیان اناپ شناپ کھانے سے کلیۃً پرہیز کریں۔ مثلاً چائے، بوتل، جوس، پھل، مٹھائی، سموسے، کیک، بسکٹ وغیرہ۔ ہاں البتہ پیاس لگنے پر سادہ تازہ پانی کافی مقدار میں پیتے رہیں مگر کھانا کھانے کے تقریباً ایک گھنٹہ کے بعد۔
- کھانے میں سبزیاں اور پھل بکثرت استعمال کریں۔ پھل مالی استطاعت سے باہر ہوں تو صرف سبزیوں کا کثرتِ استعمال ہی کافی ہے۔ ہلکا نمک مرچ اور گھی ڈال کر سبزیاں پکائیں اور حسب ضرورت جیسا کہ اوپر مذکور ہوا کھائیں۔ یاد رہے کہ بہت زیادہ گلانے سے افادیت کم ہو جائے گی۔ اگر ساتھ روٹی نہ کھائیں اور نری سبزی پر ہی گزارہ کریں تو بہت بہتر ہے۔ روٹی کے ساتھ تبخیری کیفیت زیادہ پیدا ہوتی ہے۔ روٹی کے بغیر گزارہ نہ ہو سکے تو زیادہ سے زیادہ نصف چپاتی کے چھوٹے چھوٹے بھورے (ٹکڑے) بنائیں اور ایک ایک بھورا منہ میں ڈالتے جائیں اور چمچ کے ساتھ سبزی کھاتے جائیں۔ خوب چبا چبا کر نہایت اطمینان کے ساتھ مگر معدہ کا ⅓ حصہ خالی رکھنا کبھی نہ بھولیں۔
- میدہ والی اشیاء انتڑیوں میں چپک کر قبض پیدا کرتی ہیں ان سے پرہیز کیجئے۔ موٹے اَن چھنے آٹے کی خشک روٹی یا دلیہ قبض کشا اثر رکھتے ہیں۔
- بادی، دیر ہضم اور باسی سبزیوں سے احتراز کیجئے۔ ریشہ دار سبزیاں اور پھل نسبتاً زیادہ قبض کشا تاثیر رکھتے ہیں۔
- ناشتہ جس قدر ہلکا اور جلدی کیا جائے اتنا ہی بہتر ہے۔ دوپہر کے کھانے کے بعد تھوڑا سا آرام کیجئے۔ شام کا کھانا لازماً غروبِ آفتاب کے ساتھ

کھایئے مگر شام کا کھانا بہت ہلکا اور کم کھائیں۔ بس اس قدر کہ رات گزر جائے۔ شام کے کھانے کے بعد قطعاً اور کچھ نہ کھائیں۔ شام کے کھانے کے بعد ٹہلنا اپنے اُوپر فرض سمجھیں اور جب تک کھانا بخوبی ہضم نہ ہو جائے نہ سوئیں۔

⊙ اگر زیادہ کھانا افراط ہے تو بہت کم کھانا (بے جا قسم کی ڈائٹنگ یا فاقہ کشی وغیرہ) تفریط ہے۔ دونوں معدہ کے لیے نقصان دہ ہیں لہٰذا میانہ روی ہی بہتر ہے۔

⊙ کھانے کے اوقات مقرر کریں اور ان مقررہ اوقات کی ہمیشہ پابندی کریں۔

⊙ آپ کی زندگی بہت مصروف بھی ہے تو بھی ورزش (کم از کم اس قدر کہ ہلکا سا پسینہ آجائے) کے لیے یا صبح کی سیر کے لیے ضرور وقت نکالیے۔ اس سے کھانا ہضم ہوگا، بھوک لگے گی اور رات کو نیند کھل کر آئے گی۔

⊙ کھانا کھاتے وقت ٹی۔وی دیکھنا یا مطالعہ کرنا فعلِ ہضم کو خراب کرتا ہے۔

⊙ تازہ ترین طبّی تحقیق کے مطابق چائے صحت کے لیئے مضر ہے۔ لیکن اگر لازماً ہی پینی پڑے تو دو تین مرتبہ سے زیادہ ہرگز نہ پیجئے۔

⊙ ہوا، پیشاب اور پاخانہ وغیرہ میں سے جس کی حاجت ہو فوراً رفع کیجئے (ورنہ ایک کو روکنے سے قوتِ ماسکہ ساتھ ہی دوسری کو بھی روک دے گی۔ اس کے برعکس ایک کو دفع کرنے سے قوّتِ دافعہ ساتھ دوسری کو بھی دفع کر دے گی)

⊙ تقویٰ و طہارت اور خیالات کی پاکیزگی سے دَوران خون یکساں طور پر معدہ اور دیگر اعضائے جسم میں جاری رہتا ہے لیکن اگر اس کے برعکس صورت ہو تو اعصابی تناؤ (NERVOUS TENSION) کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور دَوران خون کا رُخ بدل جاتا ہے اور کھانا وغیرہ بخوبی ہضم نہیں ہوتا۔

⊙ موجودہ مادی دَور کے تقاضے اس قدر ہیں کہ کوئی شخص ذہنی تفکرات سے آزاد نظر نہیں آتا۔ تسکین قلب و روح کے لیئے رجوع إلی اللہ ضروری ہے۔ نہ کہ سکون آور ادویات کھا کر دُنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جانا۔

⊙ تبخیر معدہ کے مریض کو جب تک وہ سو نہ جائے اکیلا نہ چھوڑیئے۔ اکیلا چھوڑیں گے تو وہ اپنی بیماری کے بارہ میں سوچ کر اَور بھی پریشان ہوگا۔ اس کے ذہن کو غلط سوچ سے ہٹانے کے لیئے اسے بعض دوسرے مشاغل میں مصروف رکھیئے۔ اگر وہ اپنی بیماری کے موضوع پر بات بھی کرے تو اس کی توجہ کسی دوسری طرف بدل دی جائے۔ مریض سے بار بار اس کی بیماری کا حال نہ پوچھیں۔ اگر وہ از خود بھی بتائے تو بھی اس کی توجہ دوسری طرف بدلنے کی کوشش کریں اور اس کو تسلی دیں کہ وہ اب بظاہر بہت صحت مند نظر آرہا ہے۔

⊙ جس طرح سستانے کی غرض سے آپ ہفتہ میں کم از کم ایک چھٹی کرتے ہیں اس طرح بے چارے معدہ کو بھی ہفتہ میں ایک یا دو وقت کے کھانوں سے مکمل چھٹی کرائیں۔ اس سے معدہ کی استعدادِ کار بہت بڑھ جائے گی۔

۵ تمباکو نوشی اور منشیات کا استعمال معدہ کے لیئے بہت مضر ہے۔ ان سے ہمیشہ پرہیز کیجیئے۔

۵ کھانا کھانے سے کم از کم نصف گھنٹہ پیشتر تازہ پانی میں چھوٹا تولیہ بھگو کر پیڑو (پیٹ کا زیرِ ناف حصہ) کو صرف ۵ منٹ کیلیئے نرمی سے رگڑنا معدہ کے تمام امراض کے لیئے حد درجہ مفید ہے۔

پرہیز پُرخوری، ترش، بادی اور ثقیل اشیاء۔ تیز نمک مرچ، چٹ پٹے اور مرغن کھانے، نیز زیادہ دماغی محنت اور مسلسل بیٹھنا وغیرہ۔

نسخہ نمبر ۱

اجزائے نسخہ

زنجبیل - دارچینی - دانہ الائچی خورد - سونف
۲۰ گرام ۲۰ گرام ۲۰ گرام ۲۰ گرام

زیرہ سفید - میٹھا سوڈا - چینی
۲۰ گرام ۲۰ گرام ۱۲۰ گرام

ترکیب تیاری: تمام ادویات کو گرائینڈر میں پیس کر ملالیں۔

مقدار خوراک: ڈیڑھ تا ۳ گرام صبح و شام تازہ پانی کے ہمراہ

فوائد: کاسرِ ریاح، دافع تیزابیت معدہ اور ہاضم ہے۔

یا

کارمی نیٹو مکسچر (ساختہ فیروز سنز) ہر دوا فروش سے دستیاب ہے۔

حسب ترکیب مندرجہ استعمال کریں۔

. . . . .

نسخہ نمبر ۲

اجزائے نسخہ

(۱) زیرہ سفید (۲) زنجبیل (۳) کشنیز خشک (۴) بادیان
۲۵ گرام ۲۵ گرام ۲۵ گرام ۲۵ گرام

(۵) دانہ الائچی کلاں (۶) دارچینی (۷) اسبغول سالم
۲۵ گرام ۲۵ گرام ۴۰ گرام

(۸) تخم بالنگو (۹) چینی
۴۰ گرام ۲۵۰ گرام

ترکیب تیاری: پہلی چھ ادویات کو گرائینڈر میں باریک پیس کر آخری تین کو سالم ملالیں۔

مقدار خوراک: بالغوں کے لیئے ۱ تا ۲ چمچ چائے والے۔ کھانا کھانے سے پندرہ منٹ پہلے تازہ پانی کے ہمراہ استعمال کریں۔

فوائد: تبخیرِ معدہ کے لیئے مفید ہے۔ خصوصاً جبکہ اجابت بھی بافراغت نہ ہوتی ہو۔

نسخہ نمبر ۳

اجزائے نسخہ

بابڑنگ۔ تخم بکائن۔ ہلیلہ سیاہ۔ چاکسو۔ پاپڑا۔ برگ نیم تازہ۔ کوڑ۔ کچور۔ تخم گندنا۔ تخم سرس۔ ہلیلہ زرد۔ مرچ سیاہ۔ مصبر۔ تخم مولی۔ تخم تارامیرا۔ تخم نیم تازہ۔ سونٹھ۔ اجوائن دیسی۔ نوشادر۔ کمرکس۔ زیرہ سفید۔ چرائتہ۔

ترکیب تیاری: تمام ادویات ہموزن لے کر کوٹ چھان کر

ملائیں اور چنے کے برابر گولیاں بنائیں۔

ترکیب استعمال ۱، ۲ گولیاں کھانا کھانے کے بعد تازہ پانی کے ہمراہ استعمال کریں۔

فوائد: تبخیر معدہ، پرانی خونی و بادی بواسیر کے لیے بے حد مفید ہے۔ معمولِ مطب ہے۔

نسخہ نمبر ۴

اجزائے نسخہ: میگنیشیا (سالٹ) ۳۰ گرام
فیرٹ امونیا سائٹراس ۳ گرام
پانی ½ کلوگرام یا ½ لیٹر

ترکیب تیاری: ہر دو ادویات کو بوتل میں ڈال کر پانی ملائیں۔

ترکیب استعمال: ایک گھونٹ (بالغوں کیلئے) صبح و شام کھانے کے بعد۔

فوائد: قبض دُور کرتا ہے، مقوی معدہ و جگر ہے۔ نہایت مفید و سستا نسخہ ہے۔

نسخہ نمبر ۵

سنگدانہ ہائے مرغ (مرغ کا تازہ پوٹا معہ اندرونی زرد رنگ کا پردہ جو دھو کر صاف کو لیا گیا ہو) تین چار عدد روزانہ پکا کر کھلانا معدہ کے لیے بے حد مفید ہے۔ معدے کو طاقت دیتا ہے۔

یا

بی کوزائم شربت۔
دو چمچ صبح دوپہر شام۔

نسخہ نمبر ۶

اگر مریض کو گھبراہٹ اور بے چینی ہو اور نیند نہ آئے تو روغن خشخاش (جو کسی بڑے شہر سے اپنے سامنے مشین کے ذریعہ نکلوایا گیا ہو) سر پر اچھی طرح مالش کریں۔

احمدی طالب علموں کی کامیابیاں

★ مکرم غفیر احمد صاحب ملک نے بی ڈی ایس (B.D.S) کے فائنل پروفیشن میں بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان میں نشتر میڈیکل کالج کی طرف سے دوسری پوزیشن حاصل کی ہے۔ آپ پہلے بھی تمام پروفیشنز میں دوم آتے رہے ہیں۔

★ مکرم عمران شریف السلام صاحب ابن پروفیسر شریف احمد صاحب چودھری نے آزاد جموں وکشمیر تعلیمی بورڈ میرپور کے امتحان صدارتی ٹیلنٹ فارمنگ سکیم کے تحت مڈل سٹینڈرڈ امتحان میں پورے آزاد کشمیر میں اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔ انہوں نے ۴۰۰ میں سے ۲۹۲ نمبر حاصل کیے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر دو کو یہ کامیابیاں مبارک کرے اور آئندہ مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین

اخبارِ مجالس

آگے قدم بڑھائے جا!

خدمتِ خلق

• اورنگی ٹاؤن کراچی :-
یکم تا ۷ر جنوری ہفتہ خدمتِ خلق ـــ ۱۶۲ گرم کپڑے، ۲۵۰ روپے کی ادویات تقسیم کی گئیں۔ ایک مریض کو دو بوتل خون مہیا کیا گیا۔

• قیادت ضلع ملتان :-
۱۵ر جنوری کو کوٹھیوالہ میں فری طبی کیمپ لگایا گیا۔ ۱۶۰ مریض دیکھے گئے۔ ۱۲۰۰ روپے کی ادویات تقسیم کی گئیں۔
دوسرا کیمپ $\frac{390}{WB}$ میں ۲ار فروری کو لگایا گیا۔ ۱۰۰ مریض دیکھے گئے اور ایک ہزار روپے کی ادویات دی گئیں۔

• ملتان چھاؤنی :-
۴ خدام نے جنوری میں خون کا عطیہ دیا

تربیتی جلسے

• مسلم پارک فیصل آباد :-
۱۹ر فروری - حاضری ۲۵۰

• ملتان چھاؤنی :-
۲۲ر جنوری - حاضری ۶۸ افراد۔

• حسین آگاہی ملتان :-
۲۵ر دسمبر ۸۷ ۱۹ء
۲۲ر جنوری ۱۹۸۸ء

صحتِ جسمانی

• ماڈل ٹاؤن لاہور :-
پکنک ۲۹ر جنوری بمقام ہرن مینار۔

• ملتان چھاؤنی :-
مہمان ٹیم سے کرکٹ میچ ہوا۔

• تیسرا سر محمد ظفر اللہ خان میموریل کرکٹ ٹورنامنٹ ۱۴ر فروری تا ۱۹ر فروری کنری اور محمد آباد سنٹرز میں قیادت ضلع تھرپارکر کے تحت منعقد ہوا۔ ضلع کی سات ٹیموں کے علاوہ کراچی کی ٹیم نے بھی شرکت کی۔

• حسین آگاہی ملتان :-
ملتان شہر کی مجلس کے ساتھ کرکٹ میچ۔ ۵ر فروری ۱۹۸۸ء۔

تربیت

• قیادت نور راولپنڈی :-
یک روزہ تربیتی کلاس - ۱۸ر فروری ۱۹۸۸ء

حاضری ۲۵ خدام۔

• حسین آگاہی ملتان :۔
نماز تہجد ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۹۸۷ء۔ نفلی روزہ ۲۸ دسمبر ۱۹۸۷ء

• چک 368 T-D-A ضلع لیہ کی تربیتی کلاس ۲۸، ۲۹ جنوری ۱۹۸۸ء۔ حاضری خدام ۱۸/۲۶۔ حاضری اطفال ۱۷/۱۷۔

وقارِ عمل

• قیادت نور راولپنڈی کا مثالی وقارِ عمل ۱۸ فروری ۱۹۸۸ء۔ رات ۹ تا ایک بجے۔ حاضری ۳۷ خدام۔

• نوکوٹ ضلع تھرپارکر :۔
۲۶ فروری کو مثالی وقار عمل۔ وقت ۲ گھنٹے
حاضری ۲۰ خدام۔ ۱۵ اطفال۔

• سانگلہ ہل :۔
۵، ۱۲، ۱۹ فروری کو ۳ وقار عمل ہوئے۔

• قیادت ضلع فیصل آباد کے تحت ۱۲ فروری کو ۱۰۹ ر۔ب شعود آباد میں وقارِ عمل ہوا۔ ۱۳ مجالس کے ۳۰۹ خدام، ۹۰ اطفال اور ۲۶ انصار شامل ہوئے۔

• حسین آگاہی ملتان :۔
۸ جنوری۔ ۱۲ فروری وقار عمل ہوا۔

• کوٹھے والا ضلع ملتان :۔
مثالی وقارعمل ۲۶ فروری۔
حاضری ۴۳ خدام
وقت ۷ گھنٹے

شعبہ اعتماد

• دارالذکر لاہور کے ۸ جنوری کے خصوصی اجلاس میں مکرم عبداللہ واگس صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے خطاب فرمایا۔

• مالو کے بھلی ضلع سیالکوٹ :۔
عام اجلاس۔ ۱۷/۲۰ خدام کی شرکت۔ انصار اور اطفال کی تعداد ۲۵۔

• حسین آگاہی ملتان :۔
عام اجلاس ۸ فروری ۱۹۸۸ء

تحریک جدید

• وحدت کالونی لاہور کے تمام خدام ۸۸-۱۹۸۷ میں چندہ تحریک جدید میں شامل ہو چکے ہیں۔

• دارالذکر لاہور کے سو فیصد خدام کی چندہ تحریک جدید میں شرکت۔ دسمبر ۱۹۸۷ء

تعلیم

• ڈھرکی میں ضلع سکھر اور جیکب آباد کا سیرۃ النبیؐ پر تقریری مقابلہ۔ ۱۸ دسمبر ۱۹۸۷ء۔ ۱۰ مجالس میں سے ۷ مجالس کی شرکت۔

• دارالذکر لاہور :۔
۳ ماہ سے فری کوچنگ کلاس جاری ہے ۹۰ طلباء تعلیم پا رہے ہیں۔

• مجلس سلطان القلم ماڈل ٹاؤن لاہور کا مقابلہ مضمون نویسی۔ ۱۳ خدام نے شرکت کی۔ نیز سہ ماہی اوّل

میں کتابچہ "مَیں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا" ایک ہزار کی تعداد میں طبع کرایا گیا۔

اشاعت

- وحدت کالونی لاہور نے ماہنامہ خالد اور تشحیذ الاذہان ۵۰، ۵۰ کی تعداد میں ایک سال کے لیے مستحقین کے نام جاری کرائے ہیں۔

خدمتِ خلق

- دارالذکر لاہور نے ماہ مارچ میں مندرجہ ذیل کام شعبہ خدمتِ خلق کے تحت سرانجام دیئے

۱۔ ڈیوٹی حفاظت دارالذکر چوبیس گھنٹے۔
۲۔ ۷ خدام کو ملازمت دلوائی گئی۔
۳۔ ایک بوتل خون دیا گیا۔
۴۔ ۱۴۰ مریضوں کو ۳۰/ ۲۷ روپے کی دوائی لے کر دی گئی۔

قائدینِ مجالس کے لیئے

ماہ اگست میں پہلے کتاب "گناہ سے نجات کیونکر حاصل ہو سکتی ہے" مقرر کی گئی تھی۔ کیونکہ یہ کتاب دستیاب نہیں لہذا اب اس کی جگہ کتاب "روئیداد جلسۂ دعا" کا مطالعہ کریں۔

(مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

عورتوں سے حُسنِ معاشرت

عورتوں کے ساتھ حسن معاشرت کے بارے میں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں :۔

"فحشاء کے سوا باقی تمام کج خلقیاں اور تلخیاں عورتوں کی برداشت کرنی چاہئیں۔ ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں۔ ہم کو خدا نے مرد بنایا ہے۔ درحقیقت ہم پر اتمامِ نعمت ہے۔ اس کا شکریہ یہ ہے کہ ہم عورتوں سے لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں۔"

ایک دفعہ ایک دوست کی شکایت ہوئی کہ وہ اپنی بیوی سے سختی سے پیش آتا ہے تو آپ نے فرمایا :۔

"ہمارے احباب کو ایسا نہ ہونا چاہیئے۔" (ملفوظات جلد دوم صا)

سادگی

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے فرمایا :۔

"یاد رکھو بچوں جیسی سادگی جب تک نہ ہو اس وقت تک انسان نبیوں کا مذہب اختیار نہیں کر سکتا۔"

(ملفوظات جلد دوم ص ۲۰۳)

رپورٹ بلڈ گروپنگ مارچ ۱۹۸۸ء

اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان کے ساتھ ربوہ میں پہلی مرتبہ وسیع پیمانے پر فری بلڈ گروپنگ کا اہتمام شعبۂ خدمتِ خلق مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ اور احمدی طلباء پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد نے مشترکہ طور پر کیا۔ یہ کیمپ مورخہ ۴، ۵، ۶، ۷ اور ۸ مارچ ۱۹۸۸ء کو ربوہ کے پانچ مختلف مقامات پر لگایا گیا۔

آجکل (BLOOD TRANSFUSION) کافی وسیع پیمانے پر ہوتی ہے جس کی وجہ سے ہر جگہ خون دینے والے حضرات کی کمی کا مسئلہ رہا ہے۔ ربوہ میں گو یہ مسئلہ بہت زیادہ تو نہیں لیکن یہ محسوس کیا گیا کہ بہت کم اشخاص کو بلڈ گروپ معلوم ہونے کی وجہ سے بسا اوقات ایک ہی شخص کو کئی مرتبہ خون دینا پڑا۔ علاوہ ازیں بوقتِ ضرورت بہت کم لوگ ہسپتال جا کر بلڈ گروپنگ کروانے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ یہ بھی دیکھنے میں آیا کہ بعض اوقات مطلوبہ گروپ کے لئے دس میں سے ایک شخص ملا اور کبھی وہ بھی نہیں۔ ایسی صورتِ حال میں یہ مسئلہ انتہائی گمبھیر صورت اختیار کر جاتا۔ اور یہ بھی ہوا کہ بہت سے لوگ خوف کی وجہ سے ہسپتال جانے سے کتراتے۔

اس صورتِ حال کا حقیقت پسندانہ تجزیہ کرنے کے بعد ربوہ میں بلڈ گروپنگ کا پروگرام بنایا گیا۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے اہم مقامات پر بڑے پوسٹر لگائے گئے، اشتہارات تقسیم کئے گئے، ضمیمہ جات میں اشتہار شائع کروایا گیا، محلہ جات میں زعماء اور بلاک لیڈر خدام الاحمدیہ کو سرکلر بھجوائے گئے۔ جمعہ کے روز بیت اقصیٰ میں اعلان کروایا گیا۔

کیمپ لگانے کا سلسلہ ۴ مارچ کو رحمت بازار سے شروع کیا گیا۔ ۵ مارچ کو گولبازار، ۶ مارچ کو جامعہ احمدیہ، ۷ مارچ کو دارالعلوم اور ۸ مارچ کو دارالیمن میں کیمپ لگائے گئے۔ ان میں گولبازار کا کیمپ تمام دن اور دارالعلوم کا کیمپ تقریباً ۶ گھنٹے رہا۔ جبکہ باقی کیمپ چار گھنٹے کے لئے رہے۔

ربوہ میں یہ اپنی نوعیت کا پہلا کیمپ تھا۔ اور پنجاب میڈیکل کالج کے احمدی طلباء کی طرف سے ربوہ کے لئے پہلی کوشش تھی۔ اس کیمپ میں ۱۵۸۶ افراد کی بلڈ گروپنگ کر کے انہیں بلڈ گروپنگ کارڈ جاری کئے گئے اور مکمل کوائف کے ساتھ ان کی رجسٹریشن کی گئی۔ تاکہ بوقتِ ضرورت ان سے رابطہ قائم کرنے میں کوئی دشواری نہ ہو۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ان تمام نتائج کے بارہ میں مکمل طور پر جانچ پڑتال کرنے کے بعد لوگوں کو بلڈ گروپ بتایا گیا۔ ہمیں یقین ہے کہ ہمارے تمام ساتھیوں نے اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے اپنے فرائض انتہائی خوش اسلوبی سے سرانجام دیئے۔ اس کام پر کم و بیش تین ہزار روپیہ خرچ ہوا۔

(بقیہ صفحہ ۸ پر)

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ

جدید، خوبصورت اور معیاری سونے
چاندی کے زیورات کے لیئے آپ
اپنی دکان پر تشریف لائیں

طاہر جیولرز،

۱۹۔ شادمان مین مارکیٹ لاہور،

فون نمبر : ۴۱۲۴۷۱

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

کراچی میں

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرّحیم جیولرز،

پروپرائٹر :۔ سیّد شوکت علی اینڈ سنز

پتہ :۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ
حیدری نارتھ ناظم آباد کراچی

فون : ۶۲۹۴۴۳

آخری صفحہ

وفادار

تقسیم ہند سے پہلے کی بات ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے رفیق حضرت خواجہ عبدالرحمان میر صاحب کشمیر میں محکمہ جنگلات میں رینج آفیسر تھے اور نماز وقت پر پڑھنے کے بہت پابند تھے۔ ایک دفعہ ریاست جموں و کشمیر کے محکمہ جنگلات کے ایک بڑے افسر پنڈت دیوی سری ان کے علاقہ کا دورہ کر رہے تھے مگر خواجہ صاحب نے دوران دورہ نماز قضا نہ ہونے دی اور اپنی نماز میں محو ہو گئے۔ پنڈت صاحب کو ایک ماتحت کا یہ کام تعصب کی وجہ سے پسند نہ آیا اور معطل کر کے کہا کہ خواجہ صاحب جا کر کہیں امامت سنبھال لیں۔ آپ رینج افسری کے اہل نہیں ہیں۔ خواجہ صاحب نے اپنا بستر بوریا باندھا اور اپنے گاؤں موضع آسنور چلے گئے۔ اور وہاں یہی سمجھا گیا کہ وہ معمول کی رخصت پر آئے ہیں۔ وہ پانچوں وقت خدا کے گھر میں باجماعت نماز کا التزام کرتے رہے اور دینی و دنیوی بہتری کے لیئے اپنے مولیٰ کریم کے حضور گڑگڑانا اپنا شیوہ بنائے رکھا۔ اور ہرگز اپنی بحالی کے لیئے نہ تو کوئی درخواست کی اور نہ کوئی سفارش بھیجا۔ مگر آسمان کا خدا اپنے ایک وفادار بندے پر محبت کی نظریں ڈال رہا تھا۔ اور اس نے ایسا تصرف کیا کہ چند دن بعد ہی پنڈت دیوی سری نے ان کی بحالی کے احکامات جاری کر دیئے۔ (تاریخ احمدیت کشمیر صہ ۳۴)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں :-

"وہ خدا نہایت وفادار خدا ہے اور اپنے وفاداروں کے لیئے اس کے عجیب کام ظاہر ہوتے ہیں۔ دنیا چاہتی ہے کہ ان کو کھا جائے اور ہر ایک دشمن اُن پر دانت پیستا ہے مگر وہ جو اُن کا دوست ہے ہر ایک ہلاکت کی جگہ سے اُن کو بچاتا ہے اور ہر ایک میدان میں ان کو فتح بخشتا ہے۔ کیا ہی نیک طالع وہ شخص ہے جو اس کا دامن نہ چھوڑے۔"

(کشتی نوح)

Monthly **KHALID** RABWAH

Regd. No. L5830

April 1988